نمبر ۱۰۱ | مورخہ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۳۲ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۵ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ۲۰ فروری تمام دن پیٹ کے دائیں جانب سخت درد اور اس کے ساتھ ہی بخار کی تکلیف رہی۔ ۲۱ فروری خدا کے فضل سے افاقہ ہو گیا۔ احباب حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعاؤں میں مصروف رہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور دوسرے اصحاب ٹریٹوریل فورس انبالہ میں سالانہ ٹریننگ ختم کرنے کے بعد واپس آ گئے۔

۲۰ فروری انجمن اہلحدیث بٹالہ کے جلسہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف تقریر کی جس کا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے مسکت اور مدلل جواب دیا۔ اور ایک گھنٹہ تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔

۲۰ فروری جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے مع چند اصحاب کے ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب کو جو سلسلہ کے آنریری مبلغ اور تبلیغ میں گہری دلچسپی لینے والے نوجوان ہیں اور رخصت پوری کرنے کے بعد افریقہ جا رہے ہیں سٹیشن پر دعا کے بعد الوداع کہا۔ احباب ڈاکٹر صاحب کے بخیریت پہنچنے کے لئے دعا فرمائیں۔

کمیشن دفاتر کے متعلق ضروری اعلان

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مجلس مشاورت سنہ ۱۹۳۱ء کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے معائنہ دفاتر سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان کے لئے حسب ذیل ممبران پر مشتمل کمیشن مقرر فرمایا تھا۔

۱۔ جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن ۲۔ قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے لاہور ۳۔ بابو محمد عالم صاحب راولپنڈی۔

اس کمیشن کے تیسرے رکن یعنی بابو محمد عالم صاحب چونکہ فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے اُن کی جگہ حضور نے چودہری محمد شریف صاحب وکیل منٹگمری کو ممبر مقرر فرمایا ہے۔ اس کمیشن کے صدر ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کو مقرر کیا گیا تھا۔ چونکہ اب ان کی طرف سے بیماری کی وجہ سے معذرت کی چٹھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پہونچی ہے۔ کہ وُہ کام نہیں کر سکینگے۔ اس لئے حضور نے میر صاحب کی جگہ چودہری فقیر محمد صاحب بی۔ اے کورٹ انسپکٹر رہتک کو ممبر اور صدر مقرر فرمایا ہے۔

نیز کمیشن سنہ ۱۹۳۰ء کی سفارش پر حضور نے محاسب اور آڈیٹر صاحبان کے دفاتر کے طریق کار کے متعلق بعض تفصیلات پر غور کرنے اور رپورٹ کرنے کے لئے حسب ذیل ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی تھی (۱) بابو محمد عالم صاحب راولپنڈی (۲) خانصاحب برکت علی صاحب دہلی (۳) مرزا محمد صادق صاحب لاہور۔ بابو محمد عالم صاحب اس کمیٹی کے صدر مقرر کئے گئے تھے۔ جو فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی جگہ حضور نے بابو محمد امیر صاحب لاہور چھاؤنی کو ممبر۔ اور خانصاحب بابو برکت علی صاحب کو صدر مقرر فرمایا ہے۔

پرائیویٹ سیکرٹری

اخبار احمدیہ

افسوس ناک وفات

میری بیٹی عزیزہ امتہ العزیز بیگم (مولوی) اہلیہ ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔اے سینیئر انگلش ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول خانیوال جو کہ مدرسۃ الخواتین کی فارغ التحصیل تھی۔ دو دن بیمار رہ کر ۱۹۔ فروری بروز جمعہ اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئی۔

اس روح فرسا صدمہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اور ذرہ نوازی جو تعزیت نامہ مجھے ارسال فرمایا۔ اس میں عزیزہ مرحومہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کو اور عزیزہ کی والدہ اور بھائیوں کو تو صدمہ ہوگا ہی لیکن میں بھی اپنے دل میں عزیزہ کی وفات کا نہایت صدمہ محسوس کرتا ہوں۔ ہر اک نے ایک دن مرنا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے آپ کو اپنے کسی خُلق سے عزیز بنالیں۔ ان کا صدمہ زیادہ ہوتا ہے۔ عزیزہ میری شاگرد بھی تھیں اور مجھے ان کی ذات سے امید رہتی تھی۔ کہ کسی وقت جماعت کی مستورات کے لئے مفید ثابت ہونگی۔ کیونکہ ذہانت اور محنت کے علاوہ عزیزہ نے نہایت شریف اور سعید طبیعت پائی تھی۔ اور پھر اخلاص اور دین کی محبت میں نے عزیزہ میں ایسی دیکھی ہے۔ کہ مردوں میں سے بھی سب کو اس قسم کی توفیق نہیں ملتی۔

دل غمگین ہے۔ لیکن اس امر سے تسلی ہوتی ہے۔ کہ عزیزہ یقیناً اپنے پیدا کرنے والے کی رحمت اور فضل کی مستحق ہوئی۔ اور اس کا قرب اس کے بندے کے لئے تمام دنیوی رشتوں اور علاقوں سے زیادہ قیمتی ہے"

مرحومہ کی عمر ۲۱ سال کے قریب تھی۔ جو اپنی یادگار میں ایک پانچ ماہ کا بچہ چھوڑ گئی ہے۔ جنازہ غائب و دعائے مغفرت کے واسطے درخواست ہے۔ نیز احباب عزیزہ کے پسماندگان اور خصوصاً اس کی والدہ کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ خاکسار عبد الرحیم بھٹی قادیان۔

تعزیت

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے ایک اجلاس میں ذیل کا ریزولیوشن پاس کیا ہے:۔ ممبران جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کو اہلیہ منشی غلام حیدر صاحب ساکن کوٹلی راہوالی کے انتقال پر سخت صدمہ ہوا۔ مرحومہ جماعت کی ایک مخلص کارکن اور خدمت دین میں شوق سے حصہ لینے والی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مرحومہ کی مغفرت کرے۔ اور اس کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔

خاکسار عبد القادر جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

عازمان حج کو اطلاع

میں امسال حج کو جانے والا ہوں۔ کوئی اور دوست جانے والے ہوں۔ تو اطلاع دیں۔ تا اکٹھے جاسکیں۔ ملک غلام حسن حوالدار پنشنر موضع گھوگھیاٹ ڈاکخانہ میانی ضلع شاہ پور

مسلمانان علاقہ میرپور کے مطالبات

مالیہ کی عدم ادائگی کی وجہ لگان کی زیادتی اور غربت ہے

میرپور ۱۹۔ فروری سکرٹری صاحب ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن الفضل کے نام حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں:۔

جمعہ کی نماز کے بعد مسلمانان میرپور کے ایک عظیم الشان اجتماع میں باتفاق آراء پاس کیا گیا۔ کہ ان کے مطالبات بھی وہی ہیں۔ جو نمائندگان جموں و کشمیر پیش کر چکے ہیں۔ نیز یہ کہ عدم ادائگی لگان کی وجہ سول نافرمانی نہیں۔ جیسا کہ ہندو پریس اور سرکاری پروپیگنڈا ظاہر کر رہا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اپنی غربت اور لگان کی زیادتی کی وجہ سے زمیندار دان سے ادا ہو نہیں سکتا۔ وائسرائے ہند اور مہاراجہ بہادر کو بھی اسی مضمون کے تار دیئے گئے۔

سر ظفر علی کو مسلمانوں کا اعتماد حاصل نہیں

قادیان ۲۰۔ فروری سکرٹری صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے حسب ذیل بیان اخبارات میں شائع کرایا ہے:۔

مسلم ایسوسی ایشن جموں کی طرف سے ایک پیغام اخبارات میں شائع کیا گیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ سر ظفر علی ہوم منسٹر کشمیر پر مسلمانوں کو پورا اعتماد ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ انہیں اپنے عہدہ پر بحال رکھا جائے۔ لیکن ہماری اطلاع کے رو سے یہ درست نہیں۔ سر موصوف کو نہ تو مسلمانان پنجاب کا اعتماد حاصل ہے۔ اور نہ ہی ریاست کے مسلمان ان پر اعتماد رکھتے ہیں۔

ضلع جالندھر کی جماعتوں کو اطلاع

۲۸۔ فروری ۱۹۳۲ء بروز اتوار کریام میں انصار اللہ کا ایک سالانہ جلسہ ہوگا جس میں تبلیغ کرنے کے لئے تجاویز پاس کرکے عملی جامہ پہنانے کا پروگرام مرتب کیا جائیگا۔ اور انسپکٹر حلقہ کی معرفت حلقہ وار دیہات تقسیم کئے جائیں گے۔ ضلع کی تمام انجمنیں اس تاریخ کو کم سے کم دو انصار اللہ نمائندے اس میں شمولیت کے لئے بھیجیں۔

خاکسار حاجی غلام احمد نائب مہتمم تبلیغ ضلع جالندھر۔

تلاش عزیز

میرا لڑکا مسمی محمد ضیاء الدین عمر تقریباً ۱۴ سال۔ رنگ گندمی ۱۹۔ دسمبر سے گم ہے۔ اگر کوئی صاحب اس کا پتہ دیں۔ یا میرے پاس پہونچادیں۔ تو خرچ آمد و رفت کے علاوہ پانچ روپیہ انعام بھی دیا جائے گا۔ خاکسار محمد فاضل۔ ٹاؤن انسپکٹر ڈاکخانہ جات جہلم

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرا بھائی ڈبل نمونیا سے سخت بیمار ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ خصوصیت سے ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ انہوں نے حال ہی میں بیعت کی ہے۔ خاکسار (ڈاکٹر) ملک محمد رمضان سری گوبند پور۔

۲۔ میری بیوی قریباً دو ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار عبد الشکور اجمیر۔ ۳۔ میری اہلیہ کئی روز سے بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار سراج الحق۔ پٹیالہ سٹیٹ۔

۴۔ میرے والد چند یوم سے بیمار ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار نصیر احمد خان چک ۴۲۸ بھٹی نزالہ۔ ۵۔ میں پھیپھڑے کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار علیمہ العد بقا پوری از قادیان۔ ۶۔ میری اہلیہ کو دمہ کا عارضہ ہوگیا ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار مدد علی۔ از دہلی۔ ۷۔ جوں جوں امتحانات کی تاریخیں قریب آرہی ہیں۔ امتحان دینے کی تیاری کرنے والے طلباء کی طرف سے دعا کی درخواستوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ چونکہ ان سب کا درج کرنا مشکل ہے اس لئے مجموعی طور پر لکھا جاتا ہے۔ کہ احباب تمام امتحان دینے والے طلباء کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

اعلان نکاح

میرے لڑکے عبد الغفور کرک ملازم محکمہ زراعت پنجاب کا نکاح نظیر بیگم بنت شیخ عبد الرشید صاحب تاجر بٹالہ سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے دو ہزار روپے مہر پر ۱۶۔ فروری بعد نماز عصر اعلان فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں خدا تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے مبارک بنائے۔ عبد الغنی کرک احمدی ملازم محکمہ حفظان صحت پنجاب۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس خوشی میں ایک لائبریری کے نام ایک سال کے لئے اپنے خرچ پر اخبار الفضل جاری کرایا ہے۔

ولادت

ڈاکٹر عبد الصمد خان صاحب صوابی کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے لڑکی عطا فرمائی ہے۔ احباب مولودہ کی درازی عمر کے واسطے دعا کریں۔ خاکسار اعراف اللہ

دعائے مغفرت

۱۔ میرا بیٹا عبد العزیز ۱۳۔ فروری کو پل ریلوے چنیوٹ پر کام کرتا ہوا نیچے قریباً چالیس فٹ کی بلندی سے گرا۔ اور آناً فاناً اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملا۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار۔ غلام حسین چکریاں ضلع گجرات۔

۲۔ ۱۱۔ فروری ۱۹۳۲ء کو میاں احمد فوت ہوگئے ہیں احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار محمد عبد المجید بھینی شرقپور۔

۳۔ بہن محسنہ خاتون بنت حضرت مولانا مولوی سید عبد الرحیم صاحب سونگھڑوی اہلیہ سید کریم بخش صاحب نے ۳۔ فروری ۱۹۳۲ء کو چند دن بیمار رہ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کے بطن سے مورخہ ۳۱ جنوری ایک لڑکا تولد ہوا تھا۔ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت اور بچے کی تندرستی کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار سید صمصام الدین از کلکتہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

ہندوؤں اور سکھوں کے تعلقات

مسلمانانِ ریاست کشمیر کے خلاف ہندوؤں کی سکھوں سے اتحاد کی کوشش

سکھوں کو علیحدہ کرنے کی کوشش

سائمن کمیشن کی تحقیقات کے دوران میں جب سکھوں نے اپنی آبادی سے تین گنا زیادہ حق رائے دہندگی کا مطالبہ پیش کیا۔ اور مسلمانوں کی طرف سے یہ کہا گیا۔ کہ سکھ دراصل اپنے تمدن۔ اپنی معاشرت۔ اور اپنی رشتہ داری کے تعلقات کی وجہ سے ہندوؤں کا ہی حصہ ہیں۔ اس لئے انہیں اپنے آپ کو علیحدہ اقلیت کے رنگ میں پیش کرکے زائد حقوق کے مطالبہ کا کوئی حق نہیں۔ تو ہندوؤں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ اور سکھوں کو ہندوؤں سے علیحدہ قرار دینے پر پورا زور صرف کیا۔ اس لئے نہیں۔ کہ وہ سکھوں کو اپنے ساتھ رکھنا گوارا نہ کرتے تھے۔ اس لئے نہیں۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں کے رشتہ داریوں کے تعلقات سے ناواقف تھے۔ اور اس لئے بھی نہیں۔ کہ وہ سکھوں کی بہتری اور بھلائی کے متمنی تھے۔ بلکہ محض اس لئے کہ سکھ اور ہندو علیحدہ علیحدہ اس قدر حق رائے دہندگی حاصل کرلیں۔ کہ مسلمان جو پنجاب میں تمام دیگر اقوام کی تعداد سے زیادہ ہیں۔ انہیں اپنی آبادی کے تناسب سے حق حاصل نہ ہو سکے۔ اور وہ بلحاظ تعداد اکثریت میں ہونے کے اقلیت میں قرار دے دیئے جائیں ؂

سکھوں کو ساتھ ملانے کی کوشش

یہ تو ہندوؤں کی اس وقت کی حالت تھی۔ جب ان کے مدنظر مسلمانان پنجاب کے حقوق کو نقصان پہنچانا تھا۔ لیکن اب جبکہ مسلمانانِ ریاست جموں و کشمیر پر مظالم کے سلسلہ میں انہیں سکھوں کی امداد کی ضرورت لاحق ہو رہی ہے۔ ان کی روش بالکل الٹ ہو گئی ہے۔ گویا جب سکھوں کو اپنے سے علیحدہ بتا کر وہ مسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اس وقت ان کا سارا زور اس بات پر صرف ہو رہا تھا۔ لیکن اب جبکہ سکھوں کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانانِ کشمیر کی تباہی و بربادی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ سکھوں کو نہ صرف معاشرتی اور تمدنی لحاظ سے بلکہ مذہبی لحاظ سے بھی اپنا ہم نوا قرار دے رہے ہیں۔ ہندوؤں۔ اور سکھوں کو ایک بتا رہے ہیں۔ اور اس بات کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔ کہ سکھوں کو مسلمانانِ کشمیر کے خلاف اپنا آلۂ کار بنا کر استعمال کر سکیں ؂

اخبار ”ملاپ“ کا بیان

چنانچہ اخبار ”ملاپ“ (۱۶ فروری) لکھتا ہے :-

”ہم بارہا (کشمیر ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں) کہہ چکے ہیں۔ کہ ہندو اور سکھ ایک ہیں۔ سکھ ہندو ہیں۔ اور ہندو سکھ ہیں۔ شری گرنتھ صاحب کو پڑھنا اگر سکھ ہونا ہے۔ تو ہندوؤں کے گھروں میں ۹۰ فیصدی لوگ گرنتھ صاحب پر شردھا رکھتے ہیں۔ اور اسے پڑھتے ہیں۔ گوروؤں کو ماننا اگر سکھ ہونا ہے۔ تو کوئی بھی ہندو ایسا نہیں۔ جو شری بابا نانک۔ اور گورو گوبند سنگھ جی کا نام آنے پر سر کو ادب اور تعظیم سے نہ جھکا دے۔ پھر ہندو اور سکھ میں کیا فرق ہے!!“

قطع نظر اس سے کہ ہندوؤں کی اور خاص کر ان ہندوؤں کی جن کی نمائندگی ”ملاپ“ کرتا ہے۔ گرنتھ صاحب کے متعلق ”شردھا“ کی کیا حقیقت ہے۔ پھر اس بات کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے۔ کہ شری بابا نانک اور گورو گوبند سنگھ جی کا نام آنے پر تمام کے تمام ہندوؤں کے ادب اور تعظیم سے سر جھکا دینے کے دعوے میں کہاں تک صداقت پائی جاتی ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ کل تک جو ہندو سکھوں کو قوم۔ مذہب معاشرت کے لحاظ سے بالکل علیحدہ قرار دیتے تھے۔ وہ آج کس بے تابی کے ساتھ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہندو اور سکھ ایک ہیں۔ سکھ ہندو ہیں۔ اور ہندو سکھ ہیں۔ مگر یہی بات جب مسلمان کہتے تھے۔ تو ہندو کس طرح ان کے گلے کا ہار ہوتے تھے۔

ہندو اور سکھ کس طرح ایک ہیں

ہمیں اس بات کے تسلیم کرنے سے تو قطعاً انکار نہیں۔ کہ ہندو اور سکھ ایک ہی ہیں۔ لیکن اس لئے نہیں کہ گرنتھ صاحب پر نوے فیصدی ہندو شردھا رکھتے ہیں۔ اور نہ اس لئے کہ سارے کے سارے ہندو بابا نانک رح اور گورو گوبند سنگھ جی کے نام پر اپنے سر کو ادب و تعظیم سے جھکا دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں دعوے قطعاً غلط بالکل بے بنیاد اور سراسر جھوٹے ہیں۔ بلکہ اس لئے ایک ہیں کہ معاشرتی۔ اور تمدنی یکسانیت اور آپس کی رشتہ داریوں کی وجہ سے ایک ہیں۔ ہر موقعہ پر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ان کی مخالفت کرنے میں ایک ہیں۔ اور باوجود بعض مذہبی عقائد میں زمین و آسمان کا فرق رکھنے گرنتھ صاحب کے خلاف سخت توہین آمیز رویہ اختیار کرنے اور بابا نانک رح اور گرو گوبند سنگھ جی کے متعلق نہایت دل آزار خیالات ظاہر کرنے کے ہندو سکھ ہیں۔ اور سکھ ہندو ؂

پس ہم یہ تو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جن امور کے متعلق ”ملاپ“ کے مندرجہ بالا اقتباس میں ہندوؤں اور سکھوں کا اتحاد بتایا گیا ہے۔ اور جنہیں ہندوؤں کے سکھ ہونے کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ انہیں قطعاً غلط سمجھتے۔ اور ہندوؤں کی دھوکہ دہی قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ہندو نہ تو گرنتھ صاحب پر کسی قسم کی شردھا رکھتے ہیں۔ اور نہ سکھوں کے گوروؤں کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اور یہ ایسی صاف اور واضح بات ہے۔ کہ ہم حیران ہیں۔ ”ملاپ“ جیسے اخبار کو جو کٹر آریہ سماجی ہے۔ جو سوامی دیانند جی کو مہرشی تسلیم کرتا ہے جو ان کے لفظ لفظ کو ماننا اپنا مذہبی فرض جانتا ہے۔ اور جو ان کی کتاب ”ستیارتھ پرکاش“ کو پانچواں وید یقین کرتا ہے۔ اس نے اسے پیش کرنے کی جرأت کیونکر کی ؂

”ستیارتھ پرکاش“ اور سکھ

ذیل میں ہم ”ستیارتھ پرکاش“ کے چند اقتباس پیش کرکے دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ آریہ سماجی اخبار نے جو دعوے کیا ہے۔ وہ کہاں تک صداقت پر مبنی ہے :-

سوامی دیانند جی نے سکھ مذہب کا نام ”نانک پنتھ“ رکھا۔ اور سکھوں کو ”نانک پنتھی“ کہا ہے۔ اسی سے ظاہر ہے۔ کہ آریہ سماجیوں اور ان کے سوامی کی نگاہ میں سکھ دھرم کو کیا وقعت حاصل ہے۔ کوئی آریہ اپنے دھرم کو دیانند پنتھ اور اپنے آپ کو دیانندی کہلانا پسند نہیں کرتا۔ اور اس کے خلاف شور مچایا جاتا ہے۔ لیکن ان کے رشی کے دل میں بابا نانک رح اور سکھوں کے متعلق اس قدر بغض اور نفرت بھری ہوئی تھی۔ کہ وہ تہذیب سے ان کا نام لینے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ اور ”ستیارتھ پرکاش“ میں ”سکھ“ لفظ کا استعمال کرنا ہی گوارا نہیں کیا۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ جن کا رشی سکھ لفظ سے اتنا متنفر ہو۔ اس کے پیرو آج یہ دعوے کریں۔ کہ وہ ”سکھ“ ہیں ؂

”ستیارتھ پرکاش“ میں بابا نانک رح کا ذکر

پھر بابا نانک رح کے متعلق سوامی دیانند جی نے جس طریق اور جن الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ وہ بھی نہایت دل آزار ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں :-

”نانک جی کا مدعا تو اچھا تھا۔ لیکن علمیت کچھ بھی نہیں تھی۔ ہاں زبان اس ملک کی جو کہ گاؤں کی ہے۔ اس کو جانتے تھے۔ وید آدی شاستر

اور سنسکرت کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اگر جانتے ہوتے۔ تو "نربھے" لفظ کو "نربھو" کیوں لکھتے۔ اور اس کی مثال ان کا بنایا ہوا سنسکرتی ستوتر ہے۔ چاہتے تھے۔ کہ میں سنسکرت پر بھی قدم رکھوں۔ لیکن بغیر پڑھے سنسکرت کیسے آسکتی ہے۔ ہاں ان گنواروں کے سامنے۔ کہ جنہوں نے سنسکرت کبھی سنی بھی نہیں تھی۔ سنسکرتی بناکر سنسکرت کے بھی پنڈت بن گئے ہونگے۔ یہ بات اپنی بڑائی عزت اور شہرت کی خواہش کے بغیر کبھی نہ کرتے۔ ان کو اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی۔ نہیں تو جیسی زبان جانتے تھے۔ کہتے رہتے۔ اور یہ بھی کہہ دیتے۔ کہ میں سنسکرت نہیں پڑھا۔ جب کچھ خود پسندی تھی۔ تو عزت و شہرت کے لئے کچھ دمبھ (ریاکاری) بھی کیا ہوگا۔

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۱ ایڈیشن چہارم)

یہ بابا نانک رحم ایسے خدا رسیدہ اور بے نفس انسان کے متعلق اس شخص کے ریمارکس ہیں۔ جس نے عربی بلکہ اردو کا بھی ایک لفظ تک نہ جاننے کے باوجود قرآن کریم پر اور بائیبل پر تنقید کرنے کی بے ہودہ جرأت کی۔ لیکن اپنی حالت کو قطعاً فراموش کرکے حضرت بابا نانک رح کے خلاف اشتعال انگیز اور دل آزار طریق سے نکتہ چینی کرنے بیٹھ گیا ؛

گورو گوبند سنگھ کا ذکر

پھر سوامی دیانند جی نے سکھوں کی مذہبی کتب کو گپوڑے قرار دیا ہے۔ اور گرو گوبند سنگھ جی کے متعلق لکھا ہے:-

"انہوں نے ایک پرشچرن دہون کا عمل) کرایا۔ اور مشہور کیا۔ کہ مجھ کو دیوی نے دعا اور تلوار دی ہے۔ کہ تم مسلمانوں سے لڑو تمہاری فتح ہوگی۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھی ہوگئے۔ اور انہوں نے جیسے وام مارگیوں نے پنچ مکار چکرانتوں نے پنچ سنسکار جاری کئے تھے۔ ویسے پنچ ککار جاری کئے" صفحہ ۱۰۱

گرو گوبند سنگھ جی کے متعلق یہ تحریر بتا رہی ہے۔ کہ سوامی دیانند جی کے کیا خیالات تھے۔ اور انہیں کس بھونڈی نظر سے دیکھتے تھے ؛

سوامی دیانند اور سکھ

بالآخر تمام سکھوں کا ذکر سوامی صاحب نے جس رنگ میں کیا ہے۔ وہ بھی قابل غور ہے لکھتے ہیں:-

"بت پرستی تو نہیں کرتے۔ لیکن اس سے بڑھ کر گرنتھ کی پرستش کرتے ہیں۔ کیا یہ بت پرستی نہیں ہے۔ کسی بے جان چیز کے سامنے سر جھکانا یا اس کی پرستش کرنی تمام بت پرستی ہے۔ مورتی والوں نے اپنی دوکان جماکر روزی کی صورت نکالی ہے۔ ویسے ان لوگوں نے بھی کر لی ہے۔ جیسے پجاری لوگ بت کا درشن کراتے۔ اور نذریں لیتے ہیں۔ ویسے نانک پنتھی (سکھ) لوگ گرنتھ کی پرستش کرتے کراتے بھینٹ بھی لیتے ہیں" صفحہ ۱۰۱

یہ ہے سکھ دہرم اور سکھوں کے متعلق آریوں کے مہرشی کا فیصلہ جس کے ایک ایک لفظ کو آریہ درست قرار دیتے ہیں۔ ان حالات میں "ملاپ" کا یہ کہنا۔ کہ ہندوؤں کے گھروں میں ۹۰ فی صدی لوگ گرنتھ صاحب پر شردھا رکھتے ہیں۔ اور کوئی بھی ہندو ایسا نہیں جو شری بابا نانک اور گورو گوبند سنگھ جی کا نام آنے پر سر کو ادب اور تعظیم سے نہ جھکا دے۔ دیدہ دانستہ دھوکہ دہی اور غلط بیانی نہیں تو کیا ہے۔ ہر ہندو اور خاص کر ہر آریہ کے دل میں سکھ دہرم بابا نانک رحمۃ اور سکھوں کے گوروؤں کے متعلق نہ صرف کسی قسم کی عقیدت نہیں بلکہ سخت نفرت ہے لیکن چونکہ اس وقت ان کی کوشش یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے سکھوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلیں۔ اس لئے ہندو اپنے آپ کو بھی سکھ بتا رہے ہیں۔

ملاپ اور ستیارتھ پرکاش

اگر ہندوؤں کے سکھ دہرم کے متعلق وہی خیالات ہیں۔ جو "ملاپ" نے پیش کئے ہیں۔ تو کیا وہ ہندوؤں کی طرف سے یہ اعلان کرنے کے لئے تیار ہے۔ کہ سوامی دیانند نے اپنی کتاب میں سکھوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اسے وہ بالکل غلط سمجھتے اور اس کے خلاف نفرت و حقارت کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر کس منہ سے وہ اپنے آپ کو سکھ اور سکھوں کو ہندو قرار دیتے ہیں ؛

سکھوں سے

اس سلسلہ میں ہمیں سکھوں کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ستیارتھ پرکاش ہر جگہ مل سکتی ہے۔ اور وہ اس کے گیارہویں باب میں اپنے دہرم اور اپنے بزرگوں کا ذکر بآسانی پڑھ سکتے ہیں۔ پھر آریوں سے یہ بھی دریافت کرسکتے ہیں۔ کہ اس میں جو کچھ ان کے بارے میں لکھا ہے۔ اسے درست سمجھتے ہیں۔ یا غلط اس کے بعد آریوں کی اتحاد پسندی اور صلح جوئی کی حقیقت ان پر واضح ہوجائے گی۔ اور انہیں معلوم ہوجائے گا۔ کہ ہندوؤں کی فریب کاریوں کا شکار ہوکر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے آمادہ ہونا کہاں تک مناسب ہے ؛

احراریوں کے مطالبہ آزادی کی حقیقت

احراریوں نے مسلمانانِ کشمیر کی کامل آزادی اور ذمہ وار حکومت کا جو مطالبہ پیش کر رکھا ہے۔ اس کی حقیقت اس تشریح سے واضح ہو جاتی ہے۔ جو "احرار" نے ہندو اخبارات اور مہاسبھائی رہنماؤں کے اس الزام کے جواب میں پیش کی ہے۔ کہ احراری کشمیر میں اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور مہاراجہ صاحب کے اختیارات چھین کر انہیں محض نام کا مہاراجہ بنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اخبار "احرار" (۱۶ر فروری) لکھتا ہے:-

"مجلس احرار کا مطالبہ کوئی فرقہ وار مطالبہ نہیں۔ جس سے ہندوؤں کو کوئی نقصان پہنچانا مقصود ہو۔ ہم نے تو اسی اصول کی بنا پر مسلمانانِ کشمیر کے لئے ذمہ وار حکومت کا مطالبہ کیا ہے۔ جس کی بنا پر ہر قوم حکومت خود اختیاری کا مطالبہ کر رہی ہے..... اسی طرح ہمارا ہرگز ہرگز یہ منشا نہیں۔ کہ مہاراجہ کشمیر کو تمام اختیارات سے محروم کر دیا جائے۔ بلکہ ہمارا تو اس بارے میں یہ عقیدہ ہے۔ کہ اگر ان کے وقار و اقتدار کی حفاظت کے لئے بعض تحفظات کی ضرورت ہو۔ تو انہیں منظور کر کے ان کی حیثیت کو محفوظ کر دیا جائے" ؛

احراریوں کا ایک طرف یہ دعویٰ۔ کہ وہ حکومت خود اختیاری سے کم کوئی درجہ مسلمانوں کے لئے مفید نہیں سمجھتے۔ اور جب تک یہ بات حاصل نہ ہو جائے۔ وہ جتھے بھیجنے اور ریاست کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ اور دوسری طرف یہ کہنا کہ وہ مہاراجہ صاحب کے وقار اور اقتدار کے لئے جن حقوق کی ضرورت ہو۔ ان کے لئے تحفظات ضروری کا تحفظ، ہیں بالکل متضاد باتیں ہیں آجکل جس چیز کا نام ذمہ وار حکومت یا خود اختیاری حکومت ہے اس میں کسی بادشاہ کے ذاتی اقتدار کے لئے بھی قطعاً گنجائش نہیں چہ جائیکہ کہ ایک مہاراجہ کیلئے احراریوں کی اس دورنگی چال سے یہ خیال اور زیادہ پختگی حاصل کر رہا ہے۔ کہ ان کی خلاف آئین سرگرمیاں اور مسلمانان ریاست کی طرف سے کامل آزادی کا مطالبہ محض اس لئے ہے۔ کہ ریاست کے لئے مسلمانوں پر تشدد کرنے کا رستہ صاف کیا جائے۔ اور حکومت ہند کے نزدیک ان کے رویہ کو معیوب دکھایا جائے۔ تاکہ مسلمانوں سے اس کی ہمدردی نہ رہے ؛

جن لوگوں کے یہ ارادے اور یہ طریق عمل ہو ۔ وہ قطعاً اس قابل نہیں۔ کہ سمجھدار مسلمان ان کو کوئی وقعت دیں۔ ایسے لوگ مار آستین ہیں۔ ہر موقعہ پر مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور خود فائدہ اٹھانا ان کا کام ہے۔

گاندھی آشرم کا سامان نیلام

یہ خبر اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ کہ سرکاری افسروں نے اس مالیہ اراضی کے عوض جو گاندھی آشرم کے ذمہ واجب الادا تھا۔ آشرم کا اسباب ضبط کر کے نیلام کر دیا مگر ۳۶۳ روپیہ مطلوبہ کی بجائے صرف ۱۰۳ روپیہ نیلامی سے وصول ہو سکا۔

اس کے متعلق دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو یہ کہ جنہیں گاندھی جی شیطانی کام قرار دے چکے ہیں۔ گاندھی آشرم میں ان کا استعمال جائز تھا چنانچہ ضبط شدہ مال میں رمینگٹن ٹائپ رائیٹر مشین بھی موجود تھی۔ دوسرے آشرم جسے ایک مقدس تیرتھ سے کم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اور جو گاندھی جی کا بسایا ہوا ہے۔ اس کے اسباب کو نیلامی سے خریدنے والے بھی پیدا ہوگئے ؛

ممکن ہے یہ کہا جائے۔ کہ ان لوگوں نے گاندھی آشرم کی اشیاء کو مقدس سمجھ کر خریدا۔ لیکن اس خیال آرائی کی گنجائش اس لئے نہیں۔ کہ ساری چیزوں کی مالیہ اراضی سے بھی کم قیمت وصول ہوئی۔ اگر لوگ تبرک ان اشیاء کو خریدتے۔ تو بہت بڑھ کر بولی دیتے اور حکومت کو بہت زیادہ رقم مل جاتی ؛

یہ ہے اس شخص کے وقار۔ اور عظمت کا حال۔ جسے ہندوستان کا بے تاج

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زندہ ثبوت

از روئے پیشگوئی پسر موعود

انبیاء کی صداقت کے نشان

خدا تعالےٰ اپنے انبیاء کی صداقت و حقانیت ثابت کرنے کے لئے ہر قسم کے نشانات و معجزات ظاہر کرتا ہے۔ ان کے لئے نہ صرف آسمان سے بلکہ زمین سے بھی بے شمار نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ نہ صرف انسانوں میں نہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر ایک چیز میں ان کی سچائی کے ثبوت ملتے ہیں۔ ہر قسم کی ظلمت و تاریکی ان کے لائے ہوئے نور و ضیاء کی ضرورت کو زبان حال سے پکار رہی ہوتی ہے۔ انسانوں میں صرف دوست ہی ان کی حقانیت کا ثبوت نہیں ہوتے۔ بلکہ دشمن بھی ان کی لاریب صداقت کے گواہ ہوتے ہیں۔ غرضیکہ خدا تعالےٰ کے پیاروں کے لئے اس قدر بینات قائم کئے جاتے ہیں جن سے ہر قسم کی استعداد کا انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے ؎

زمانۂ ماضی حال ۔ اور مستقبل کے لئے نشانات

پھر ان کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جس طرح حال کا زمانہ مامور ہوتا ہے۔ اسی طرح ماضی اور استقبال بھی ان کی خدمت کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر زمانہ حال میں وہ خارق عادت معجزات دکھاتے ہیں۔ تو زمانہ ماضی میں ان کی آمد کی پیشگوئیاں ہوتی ہیں اور زمانہ مستقبل کے لئے وہ خود ایسی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ جو ان کے وصال کے بعد پوری ہو کر ان کی سچائی ثابت کرتی ہیں۔ تا آئندہ آنیوالوں کی راہ نمائی کریں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ فاما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ کہ بعض وعدے ہم تیری زندگی میں پورے کریں گے۔ اور بعض تیری وفات کے بعد۔ تاکہ وہ جس طرح آنے والی نسلوں کے لئے صداقت کا ثبوت ہوں۔ اسی طرح ان دشمنوں کا منہ بھی بند کریں۔ جو انبیاء پر اس قسم کے الزام لگاتے ہیں۔ کہ فلاں بات انہوں نے اپنی کوشش سے ناجائز ذرائع استعمال میں لا کر پوری کر لی۔ کیونکہ وفات کے بعد پوری ہونے والی پیشگوئیوں کے متعلق اس قسم کے الزام کی قطعاً گنجائش نہیں رہتی ؎

مسیح موعود کے لئے ہر قسم کے نشانات

اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے ہر قسم کے نشانات دکھائے۔ اور ہر زمانہ میں آپ کی صداقت کے اسباب مہیا فرمائے۔ آپ پہلے انبیاء اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آئے پھر آپ کے لئے اللہ تعالےٰ نے بے شمار خارق عادت معجزات دکھائے۔ لیکن نادانوں نے پھر بھی انکار کیا۔ اور مختلف حیلے بنائے۔ کبھی کہا۔ کہ لیکھرام کو سازش سے قتل کرایا ہے کبھی کہا۔ عبد اللہ آتھم کو رجوع سے فائدہ نہیں ملنا چاہئیے تھا کبھی کہا۔ کہ ثناء اللہ نے بے شک سیہ کم کر کے مفسد، دغاباز، جھوٹے اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں ملا کرتی ہیں۔ مباہلہ سے انکار کر دیا تھا۔ پھر بھی اس کو پہلے مرنا چاہئیے تھا لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق نشانات دکھانے سے بس نہ کی۔ بلکہ حضور علیہ السلام کی زبان سے وہ پیشگوئیاں بھی کرائیں۔ جو آپ کے بعد پوری ہو کر آپ کی سچائی کو روز روشن کی طرح ثابت کر رہی ہیں۔ اور ایسی پیشگوئیاں بکثرت پوری ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ لیکن اس وقت میں صرف ایک پیشگوئی پسر موعود کے متعلق حق پسند اصحاب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں ؎

پسر موعود کے متعلق پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ سے خبر پاکر جہاں اپنے ہر ایک بیٹے کی پیدائش کے متعلق پہلے ہی خبر دی۔ اسی طرح ان بیٹوں میں سے ایک کے خاص مقرب الہٰی اور اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلانے والا اور خلیفۂ وقت ہونے کی خبر اس کی ولادت سے قبل دیتے ہوئے فرمایا :-

"دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا۔ کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں"۔ (سبز اشتہار ص)

وہ وعدہ اور میعاد جس کا حضور علیہ السلام نے یہاں ذکر فرمایا ہے۔ آپ کی دوسری تحریرات میں مذکور ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں "پیشگوئیوں کے مجموعی الفاظ یہ ہیں۔ کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ اور ایک لڑکا خدا تعالےٰ سے ہدایت میں کمال پائیگا"

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۰۵

پھر تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۷ پر فرمایا :-

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائیگا۔ جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ اور پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلا ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا"۔

اسی طرح اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ص۳ پر فرمایا :-

"فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلا"

اس فرزند دلبند کی پیدائش کی میعاد کے ذکر میں اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ص پر فرمایا۔

"ہم جانتے ہیں۔ کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الہٰی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو۔ خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائیگا"۔

پھر اس سے بھی زیادہ تعیین کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ضرور تھا۔ کہ اس (مصلح موعود) کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے۔ پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الہٰیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے۔ اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا" سبز اشتہار ص۲۱

یہاں یہ بھی وضاحت فرما دی کہ بشیر اول اس کے لئے بطور ارہاص کے ہے۔ یعنی اس کے بعد بلا توقف موعود لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے متعلق خدا تعالےٰ نے بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔

نادان کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے بھیجے فرستادہ نہ تھے۔ اور آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بکثرت غیب پر مطلع نہیں کیا گیا۔ حالانکہ سوائے اس شخص کے جس کو خدا تعالےٰ کی طرف سے علم غیب دیا گیا ہو۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کے گھر آئندہ اولاد ہوگی بھی یا نہیں۔ اور پھر لڑکے ہوں گے۔ یا نہیں۔ اور پھر ایک لڑکا خدا تعالےٰ سے خاص تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور پھر یہ کہ وہ نو سال کے اندر ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں۔ مگر یہ وعدہ نہیں ٹل سکتا۔ پھر یہ تعیین کہ بشیر اول اس کے لئے بطور ارہاص کے ہے اور وہ خاص لڑکا اب اس کے بعد بلا توقف پیدا ہوگا۔ کیا دنیا میں کوئی نجومی کوئی عالم کوئی فلاسفر اس قسم کی خبر دے سکتا ہے۔ جو بعد میں حرف بحرف پوری ہو۔ جب نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ تو کیا جواب دیں گے خدا تعالےٰ کو قیامت کے دن وہ لوگ جنہوں نے یہ سب کچھ آنکھوں سے دیکھا۔ کانوں سے سنا لیکن قبول نہ کیا ؎

مزید تفصیل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان تصریحات اور تفصیلات کے علاوہ اس زکی بیٹے کے متعلق اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں :-

"دوسرا طریق انزال رحمت ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء

و خلفاء ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سو خدا تعالےٰ نے چاہا۔ کہ عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے دونوں شق ظہور میں آجائیں ۔ پس اول اس نے قسم اول کی انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے ۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس کا نام محمود بھی ہے ۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء" سبز اشتہار ص۱۷

پھر اسی سبز اشتہار کے ص۲۱ پر فرمایا ۔

"اس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام اس کا محمودؔ اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے" ۔

اس جگہ حضور علیہ السلام نے صریح طور پر فرما دیا ہے۔ کہ وہ مصلح موعود اور پاک وجیہہ لڑکا ائمہ اور خلفاء کے زمرہ میں ہوگا۔ اور پھر اس سے بھی زیادہ وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ وہ اس فضیلت کو پائے گا۔ حضرت عمرؓ کو حاصل ہوئی تھی۔ یعنی جس طرح حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوسرے خلیفہ تھے۔ اسی طرح وہ مصلح موعود بھی آپ کا خلیفہ دوم ہوگا ۔

پسر موعود کی پیدائش

اب ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق نو سال کے عرصہ میں ہی بشیر اول کے بعد آپ کے ہاں وہ فرزند ارجمند تولد ہوا۔ جس کے متعلق بڑی بڑی بشارتیں دی گئی تھیں چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس زکی فرزند کی پیدائش کے دن اشتہار دیا۔ اور اس میں تحریر فرمایا۔ کہ

"خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے۔ اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا۔ کہ بشیر اول کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا تھا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا۔ جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی"

اب کوئی بھی انصاف پسند اس سے انکار نہیں کرسکتا ۔ کہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو جو مولود مسعود تولد ہوا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے عین مطابق نہیں تھا۔ ہاں کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ حضور کو خود انکشاف نہ ہوا۔ کہ یہ وہی خدا تعالےٰ سے پاک تعلق رکھنے والا لڑکا ہے۔ اس کے متعلق یاد رہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کامل انکشاف کے بعد بالتصریح بیان فرما دیا۔ کہ یہ وہی لڑکا ہے۔ چنانچہ آپ نے ضمیمہ انجام آتھم ص۱۵ سراج منیر ص۳۱ و حاشیہ ص۳ تریاق القلوب ص۴۲ و ۴۳ نزول المسیح ص۱۹۲ حقیقۃ الوحی ص۲۱۷ و ص۳۶۶ پر وضاحت سے تحریر فرمایا۔ کہ اس خاص پیشگوئی کے مطابق پیدا ہونے والا یہی لڑکا ہے ۔

خلیفۃ المسیح الثانی کی زندگی

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ پیشگوئی کا اسی قدر حصہ اپنے اندر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ایسے کھلے کھلے نشانات رکھتا ہے جنہیں دیکھ کر ایک خوف خدا رکھنے والے انسان کے لئے ممکن ہی نہیں۔ کہ وہ حضور علیہ السلام کی سچائی سے انکار کرسکے لیکن جب ہم پیشگوئی کے اس حصہ پر نظر ڈالتے ہیں جو اس وجیہہ اور پاک لڑکے کی زندگی کے متعلق تھا۔ اور اس کو بھی حرف بحرف پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ تو اس پاک تعلق کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ سے تھا۔ کوئی بھی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن تھا۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ سے علم پاکر خبر نہ دی ہوتی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پیشگوئی کے مطابق ضرور خلیفہ ہو جاتے۔ اور پھر حضرت عمرؓ کی فضیلت حاصل کرتے ہوئے آپ کے خلیفہ دوم بنتے۔ بیگانوں نے تو مخالفت کرنی ہی تھی۔ اپنے کہلانے والوں نے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ کہ آپ کو جماعت احمدیہ خلیفہ تسلیم نہ کرے لیکن ؎

خدا کے کام بندوں سے نہیں رکتے کبھی ہرگز
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اولوالعزمی

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ وہ اولوالعزم ہوگا۔ جس کا صاف یہ مفہوم تھا۔ کہ اس کی ہر طرف سے مخالفت کی جائے گی۔ لیکن وہ اپنے ارادوں میں اس قدر پختہ ہوگا۔ کہ دنیا حیران رہ جائیگی۔ کیا اہل پیغام نے کم زور لگایا؟ اور اس پاک انسان کی مخالفت میں کوئی کسر چھوڑی ہے؟ لیکن اس اولوالعزم انسان کے ارادوں میں ذرہ بھی تزلزل نہ آیا۔ اور اس نے للکار کر کہہ دیا۔

"مجھے انسانوں کے خیالات کی پرواہ نہیں۔ میں خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ کامیاب ہوں گا۔ اور میرا دشمن مجھ پر غالب نہ آسکیگا۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنی پوشیدہ در پوشیدہ حکمتوں کے ماتحت پہاڑ بنا دیا ہے۔ پس وہ جو مجھ سے ٹکراتا ہے۔ اپنا سر پھوڑتا ہے" القول الفصل ص۵۷

پھر فرمایا ۔

"وہ زور لگا رہے ہیں۔ اپنے علم اور طاقت کو اس مقصد کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ایک طاقت ہیں۔ اور ہم یہ کر سکتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارا بھروسہ اللہ تعالےٰ پر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھے تسلی اور یقین ہے۔ اور ذرا بھی وہم نہیں۔ خدا تعالےٰ مظفر و منصور کریگا اور ضرور کرے گا" (تقریر ۱۲ مارچ ۱۹۱۴ء)

چنانچہ یہ الفاظ خدا تعالےٰ کے فضل سے پورے ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ پھر مسلمانوں کے نام نہاد علماء نے بھی وقتاً فوقتاً حضور کی اولوالعزمی کا امتحان لیا۔ حضور امرتسر صداقت اسلام پر لیکچر دینے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ اور جب سٹیج پر آکر اسلام کی تائید میں نہایت عمدہ تقریر شروع فرماتے ہیں۔ تو عطاء اللہ شاہ بخاری کو بخار چڑھ جاتا ہے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ اس تقریر کا لوگوں پر اثر ہو۔ اس نے شور مچا دیا۔ اور بعض لوگوں نے پتھر پھینکنے شروع کر دیئے اس وقت کہا گیا۔ کہ لیکچر بند کر دیا جائے۔ مگر آپ نے کوئی پرواہ نہ کی اور بڑی شان کے ساتھ تقریر فرمائی ۔

پھر یہ اولوالعزم انسان کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی ہمدردی کے سلسلہ میں سیالکوٹ تشریف لے جاتا ہے۔ مخالف پوری تیاری کے ساتھ جلسہ کو درہم برہم کرنے گئے ہیں۔ اور اس شدت کے ساتھ پتھر برساتے ہیں۔ کہ بیسیوں احمدی زخمی ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس جری انسان کے ارادہ میں ذرہ لغزش نہیں آتی۔ وہ اس سٹیج سے نہیں ہلتا جب تک کہ اپنے لیکچر کو شان و شوکت سے ختم نہیں کر لیتا۔ یہانتک کہ بعض حق پسند غیر احمدی آکر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ آپ نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد تازہ کر دی۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ خدا تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے۔

"وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا"

روح القدس کی تائید

پھر خدا تعالےٰ کی طرف سے بتایا گیا تھا۔ کہ اس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا" ۔

چنانچہ اس کے لئے بھی علاوہ لاکھوں احمدیوں کے بیسیوں غیر احمدی گواہ ہیں۔ کہ واقعی حضور خدا تعالےٰ کے مقرب ہیں۔ آپ کی دعاؤں سے ہزاروں مصیبت زدوں کی مشکلات دور ہوئیں۔ سینکڑوں کو آپ کی قوت قدسیہ کا علم خوابوں کے ذریعہ دیا گیا۔

غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا ایک ایک لفظ اس شان و شوکت سے پورا ہو رہا ہے کہ جوں جوں اس پر غور کیا جائے۔ بے اختیار ہو کر حضور علیہ السلام کی صداقت و حقانیت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جس طرح پہلے انبیاء کا باوجود نشانات دیکھنے کے لوگوں نے انکار کیا۔ اسی طرح آپ کے کھلے کھلے بینات سے مخالف کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اور ضد اور تعصب کی وجہ سے انکار کئے چلے جاتے ہیں ۔

کاش یہ لوگ اپنی عاقبت کی فکر کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی اطاعت کے لئے اپنی گردنیں جھکا دیں ۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

خاکسار

محمد یار عارف از لنڈن

.....—.....—✦—.....—.....

تمدن اسلام

اسلام اور مسئلہ طلاق

ہر زمانہ کے لئے ایک ہی اصول

گزشتہ مضمون میں طلاق کے متعلق دیگر مذاہب کی تعلیمات اور مختلف ممالک کے قوانین پیش کئے گئے ہیں۔ جن سے یہ بات بالبداہت ثابت ہوتی ہے۔ کہ ہر ملک کا قانون جداگانہ اور وجوہات ایک دوسرے سے مختلف ہیں جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر قوم کے حالات۔ تمدنی اور معاشرتی اصول اور عادات و خصائل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور کسی ایسے معاملہ کے متعلق جو ہر زمانہ میں ہر ملک اور ہر قوم کو پیش آسکتا ہے کسی ایک اصول کا وضع کر دینا فطرت انسانی سے ناواقفیت کی دلیل ہوتا ہے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا تھا۔ کہ آج سے ہزار سال قبل جو حالات یورپین ممالک میں پائے جاتے تھے۔ آج بھی ویسے کے ویسے ہی ہوں اور تمدنی اور معاشرتی اصول میں سر مو فرق نہ آیا ہو۔ جب یہ بات نہیں۔ تو یہ امید رکھنا۔ کہ اس زمانہ میں جو اصول وضع کیا گیا تھا۔ آج بھی ان ممالک میں بسنے والی اقوام ان کی پابندی کریں۔ سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے طلاق کے متعلق صرف زنا کی صورت میں جو اجازت دی تھی۔ اس پر عیسائی ممالک کاربند نہ رہ سکے۔ اور انہیں مجبوراً اپنے اپنے مخصوص حالات کے مطابق اپنے لئے قوانین اور اصول وضع کرنے پڑے۔

اسلام کی جامع تعلیم

اسلام چونکہ عالمگیر اور ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والا مذہب ہے۔ اس کی تعلیمات میں اس قدر وسعت اور جامعیت رکھی گئی ہے۔ کہ ہر قوم اور ہر ملک کے لوگ اس سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور کسی کو بھی اپنے حالات سے مجبور ہو کر اس سے باہر اپنے مصائب اور مشکلات کا علاج تلاش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہو سکتی۔ اسلام نے طلاق کے لئے وجوہات اور اسباب کی تعیین نہیں کی۔ جہاں ایک طرف ابغض الحلال الی اللہ الطلاق۔ کہکر معمولی معمولی باتوں اور خانگی جھگڑوں پر طلاق کے جواز سے فائدہ اٹھانے کا انسداد کر دیا۔ وہاں انسانی فطرت اور تمدنی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اس امر کی بھی اجازت دیدی کہ اگر حالات ایسے پیش آجائیں۔ کہ میاں بیوی کا باہم ملکر رہنا ناممکن ہو جائے۔ اصلاح کی کوئی صورت نظر نہ آسکے۔ اور دیانتداری کیساتھ وہ سمجھتے ہوں۔ کہ باہم نباہ نہیں ہو سکتا۔ تو وہ جدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن طلاق کے لئے کافی وجوہات کا ہونا نہایت ضروری اور لازمی قرار دیا۔

وجوہات طلاق کا فیصلہ

پھر یہ نہیں۔ کہ کافی وجوہات کا انحصار کسی فرد متعلقہ کی مرضی اور فیصلہ پر منحصر رکھا ہو۔ کیونکہ یہ ایک طبعی بات ہے۔ کہ ہر انسان اپنے حق میں فیصلہ کرے گا۔ اور اسے اپنے نقائص اور کوتاہیاں اس قدر عریانی اور وضاحت کے ساتھ نظر نہیں آئینگی جس قدر فریق ثانی کی غلطیاں اور کمزوریاں۔ اس لئے اسلام نے نکاح یا طلاق وغیرہ امور کو صرف پرائیوٹ افعال قرار نہیں دیا۔ بلکہ ان امور کی ذیل میں رکھا ہے۔ جن میں پبلک مفاد کی خاطر حکومت کو مداخلت کا حق حاصل ہے اور اسے حق دیا ہے۔ کہ اگر طلاق کی وجوہات کافی نہ سمجھے۔ تو طلاق کو کالعدم قرار دے سکتی ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ اگر ایک مرد کسی خاص جذبہ یا ہنگامی اثر کے ماتحت اپنی زوجہ کو طلاق دے دیتا ہے۔ تو حکومت لازماً اسے منظور کرے۔ بلکہ اگر اس کے نزدیک طلاق کے لئے کافی وجوہ موجود نہ ہوں تو وہ اسے نامنظور کر کے معاہدہ نکاح کو بحال رکھ سکتی ہے۔ اور تاریخ اسلام میں ایسے نظائر موجود ہیں۔ اور احادیث میں کئی ایک مثالیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طلاق کو کالعدم قرار دے کر نکاح کو قائم رکھا۔ چنانچہ اس قسم کا ایک مشہور واقعہ ابن عمرؓ کا ہے۔

طلاق میں انتہائی احتیاط

عیسوی شریعت میں مرد کا عورت کو زنا کار کہدینا طلاق کے لئے کافی سمجھا گیا ہے لیکن اسلام میں یہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں نے اپنی عورت کو زنا کرتے دیکھا ہے۔ مگر میرے پاس گواہ موجود نہیں۔ اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے لعان کا حکم نازل ہوا جس کے نتیجہ میں طلاق واقع ہوگئی۔ اور مرد و عورت الگ الگ کر دیئے گئے۔ لعان کی تعریف یہ ہے۔ کہ خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے۔ اور گواہ نہ رکھتا ہو بلکہ خود اکیلا ہی دیکھنے والا ہو۔ اور عورت منکر ہو۔ تو وہ چار دفعہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے۔ کہ میں سچا ہوں۔ اور پانچویں دفعہ یہ کہے۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو مجھ پر اللہ تعالےٰ لعنت ڈالے۔ اس کے مقابل پر عورت اپنی بریت میں (اگر چاہے) تو چار دفعہ قسم کھائے۔ کہ مرد جھوٹا ہے۔ اور پانچویں دفعہ یہ کہے۔ کہ مرد اپنے کہنے میں سچا ہے۔ تو مجھ پر لعنت ہو۔ اس کے بعد مرد و عورت میں جدائی واقع ہو جاتی ہے۔

اگر یونہی طلاق جائز ہوتی۔ تو لعان کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اس حکم کے ذریعہ ایک طرف تو شریعت نے اس خطرہ کا انسداد کر دیا۔ کہ کوئی شخص باطنی ناراضگی کی بنا پر یونہی کسی عورت کو متہم کر کے ذلیل و رسوا کر کے علاوہ گھر سے نہ نکال سکے۔ اور دوسری طرف انسانی طبیعت کے اس خاصہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کہ جس عورت کو وہ اپنی آنکھوں سے زنا کا مرتکب ہوتا دیکھ لے۔ اس کے ساتھ زندگی بسر کرنا اس کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے اس پیچیدگی کا حل کر دیا۔

حکومت کو مداخلت

قرآن کریم سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ بعض وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طلاق واقع ہونے سے قبل بھی اس سے روک دیا ہے۔ اور جب تک انتہائی ناگوار حالات پیدا نہ ہو گئے۔ اس کی اجازت نہیں دی۔ جیسا کہ حضرت زید اور حضرت زینب کے معاملہ میں ہوا۔ چنانچہ قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق آتا ہے۔ اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ۔ اس سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ طلاق نہایت ہی اہم معاملہ ہے۔ جس کا خیال کرتے وقت انسان کے دل میں تقوی اللہ اور خدا کا ڈر ہونا ضروری ہے۔ وہاں یہ مزید ثبوت ہے۔ اس امر کا کہ حکومت طلاق کے معاملہ میں مداخلت کر سکتی ہے۔

امور متنازعہ فیہ کا فیصلہ

طلاق کے ناجائز استعمال کو روکنے کے لئے قرآن کریم نے صاف الفاظ میں ایک اور حکم دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ایسے جھگڑے کی صورت میں فریقین باہم خود ہی فیصلہ نہ کر لیں۔ بلکہ دو حکم مقرر کئے جائیں جنہیں تصفیہ کے پورے اختیارات حاصل ہوں۔ چنانچہ فرمایا۔ وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما۔ ان اللہ کان علیما خبیرا۔ یعنی اگر میاں بیوی میں فساد کا خدشہ ہو۔ تو دونوں کے خاندانوں سے ایک ایک حکم تصفیہ کے لئے مقرر کر دیا جائے۔ اور اگر ان دونوں کا ارادہ اصلاح کا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ان دونوں میں موافقت کر دیگا۔

مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ تقرر حکم بھی حاکم وقت کے اختیار میں ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا ایک واقعہ اس کی سند میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے ایک تو یہ ثابت ہے۔ کہ طلاق میں حاکم وقت مداخلت کر سکتا ہے۔ اور دوسرے تقرر حکم سے اسلام کا یہ منشا ہے کہ تا فریقین میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہو۔

فرائض حکم

حکم کا کام یہ مقرر کیا گیا ہے۔ کہ وہ اول تو یہ دیکھے۔ کہ اصلاح کی اگر کوئی صورت ہو سکے۔ تو کرا دے۔ ورنہ یہ فیصلہ کرے۔ کہ قصور مرد کا ہے۔ یا عورت کا۔ اور آیا طلاق واقع ہونی چاہیئے۔ یا خلع۔ اگر طلاق کا ذمہ دار مرد ہے۔ تو عورت کو اس کا پورا پورا مہر ادا کیا جائے گا۔ اور اگر عورت کا قصور ثابت ہو۔ تو علیحدگی بصورت خلع واقع ہوگی۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ انسانی طبیعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے جہاں طلاق کو جائز رکھا ہے۔ وہاں اس جواز کے استعمال کو اہم شرائط سے مشروط کر کے اس امر کا پورا پورا انتظام کر دیا ہے۔ کہ اس سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جا سکے۔ اور ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلام پر اعتراض کرنے والے اگر اس مسئلہ پر غور کریں۔ تو یقیناً انہیں اپنی رائے تبدیل کرنی پڑے گی۔ بشرطیکہ ان میں کچھ بھی سعادت باقی ہو۔

نظارتوں کے اعلانات

تبلیغی تنظیم ضلع ملتان

ضلع ملتان میں تبلیغی تنظیم کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل عہدہ داران کا انتخاب ہوا ہے۔ اسے منظور کرتے ہوئے عملاً کام شروع کرنے کی ہدایت کرتا ہوں۔ نائب مہتمم تبلیغ سارے ضلع کی تبلیغ کا ذمہ دار ہوگا۔ اور انسپکٹران تبلیغ تحصیل وار اپنی اپنی تحصیل کی اندرونی تنظیم کرنے اور تبلیغ کرانے کے ذمہ دار ہوں گے۔

انسپکٹران تبلیغ کام کی ماہوار رپورٹ بتوسط نائب مہتمم صاحب میرے دفتر میں بھجوایا کریں۔

(۱) نائب مہتمم تبلیغ ضلع ملتان شیخ فضل الرحمن صاحب اختر

(۲) انسپکٹر تبلیغ ضلع ملتان - خواجہ عبدالرحمن صاحب

(۳) انسپکٹر تبلیغ تحصیل خانیوال - قریشی محمود احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چک ۹۱ محمود آباد خانیوال

(۴) انسپکٹر تبلیغ تحصیل لودہراں - شیخ محمد سلطان صاحب

(۵) انسپکٹر تبلیغ تحصیل شجاع آباد - شیخ محمد علی صاحب ٹھیکیدار سکندر آباد۔

(۶) انسپکٹر تبلیغ تحصیل میلسی - ڈاکٹر عبدالغنی صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن

(۷) انسپکٹر تبلیغ تحصیل کبیر والہ مولوی نور محمد صاحب ہیڈ ورکس ٭ ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ احمدیہ

کمال ڈیرہ صوبہ سندھ میں تبلیغی جلسہ

۳-۴ مارچ ۱۹۳۳ء کو کمال ڈیرہ میں ایک تبلیغی جلسہ ہوگا۔ مناظرہ کا بھی امکان ہے۔

انشاء اللہ اس جلسہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی میر مرید احمد صاحب مہتمم تبلیغ علاقہ سندھ حیدر آباد سندھ سے اور مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری مہتمم تبلیغ لاہور مقررہ تاریخوں پر پہونچ جائیں گے۔ ارد گرد کے احمدی احباب کو اس جلسہ کے کامیاب بنانے میں ہر طرح کی سعی کرنی چاہیئے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

برہمن بڑیہ میں درس قرآن مجید

امسال امیر جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ کی خواہش کے ماتحت اور ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی اجازت سے مولوی ظل الرحمن صاحب نے مسجد احمدیہ برہمن بڑیہ میں روزانہ ایک بجے سے پانچ بجے شام تک قرآن مجید کا درس دیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے حاضرین اشتیاق کے ساتھ درس میں شریک ہوتے رہے

اشتہار ”آخری فیصلہ“ کے متعلق فیصلہ کن بحث

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا چیلنج منظور

ناظرین ”الفضل“ کو معلوم ہے۔ کہ میں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء بعنوان ”مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ“ پر الفضل ۱۵ - ۲۲ اور ۲۹ نومبر ۱۹۳۲ء کے پرچوں میں مفصل بحث کی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہل حدیث ۴ دسمبر و ۱۱ دسمبر میں اس سلسلہ مضمون کے متعلق حسب عادت معمولی سی گفتگو کی کیونکہ آپ اصولی اور ٹھوس گفتگو کرنے کے عادی ہی نہیں۔ شروع مضمون میں لکھتے ہیں۔

”مولوی اللہ دتا صاحب نے جو ابطال حق (ابطال باطل ہوا کرتا ہے نہ کہ ابطال حق) کے لئے خاص وقف یا مامور ہیں قادیانی اخبار الفضل میں ہمارے اس مضمون کا جواب دیا ہے۔ سارا زور اس پر خرچ کر دیا کہ آخری فیصلہ وہی دعائے مباہلہ ہے الخ“ (۴ دسمبر)

ظاہر ہے۔ کہ اس اشتہار (۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء) کے متعلق مابہ النزاع ہی یہ امر ہے۔ کہ آیا یہ دعا مباہلہ ہے یا یکطرفہ دعا۔ اور ہم نے اپنے دعویٰ کو ایک درجن دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ اور اگر اس پر سارا زور خرچ کر دیا۔ تو کیا برا کیا۔ آپ کا فرض تھا۔ کہ ان دلائل میں سے ایک کو تو چھوتے۔ مگر صداقت کے سامنے باطل کب ٹھہر سکتا ہے۔ اس لئے آپ نے ادھر کا رخ ہی نہیں کیا۔ ہاں اتنا اقرار کر لیا ہے کہ۔

”ہم مانتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کہا تھا۔ کہ جب ہم مباہلہ کریں گے تو یہ دعا کریں گے کہ یا اللہ جھوٹے پر ایسا عذاب ڈالیو جو انسانی ہاتھوں سے نرالا (بالا) ہو“

اور اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں ایسی دعا کی ہے۔ پس لازماً ماننا پڑیگا۔ کہ اشتہار آخری فیصلہ دعائے مباہلہ ہے وھو المقصود

مولوی صاحب کے جواب کا خلاصہ اور جواب الجواب

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

”ہمارے جواب کا ملخص یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کو مباہلہ کا وقوع حقیقۃ الوحی کی اشاعت پر موقوف رکھا پھر بمنشاء الٰہی مباہلہ کے عزم کو منسوخ کر کے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو دعا شائع کر دی۔ اور اسی کو فیصلہ کن قرار دیا اور آئندہ کے لئے مباہلہ کا دروازہ بند کر دیا“ (۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء)

میں نے اس ملخص کے چار جواب دئے ہیں (الفضل ۲۹ نومبر) اور بتایا ہے۔ کہ ۴ اپریل کے بدر میں دو قسم کے مباہلہ کی دعوت دی گئی تھی۔ جن میں سے ایک صورت یہ تھی۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب حقیقۃ الوحی پڑھ کر بد دعا کا اشتہار شائع کر دیں۔ مگر بعد ازاں یہ صورت یعنی حقیقۃ الوحی والے مباہلہ کی صورت منسوخ ہو گئی۔ اور اس قسم کے مباہلہ کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ کیونکہ بمشیت الٰہی ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائے مباہلہ شائع فرما دی۔ اور اب یہی دعائے مباہلہ فیصلہ کن ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب منظور کریں گے تو پہلے مریں گے ورنہ بعد میں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تجویز کردہ مہلت کی بجائے مشیت الٰہی نے جو ۱۵ اپریل کو ہی دعائے مباہلہ شائع کروا دی۔ اس میں حکمت الٰہی کا تفصیلی ذکر ۲۹ نومبر کے الفضل میں ہو چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں بہر حال مولوی صاحب کا اعتراض نادرست ہے اور ہمارا استدلال بارہ دلائل سے ثابت

جناب مفتی محمد صادق صاحب کا خط

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کے بدر سے جناب مفتی صاحب کا خط بھی نقل کیا ہے۔ جو اس کے حقیقۃ الوحی طلب کرنے پر لکھا گیا۔ اور کہا گیا تھا۔ کہ اب ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کی دعا کے بعد حقیقۃ الوحی سے مشروط مباہلہ کی ضرورت نہیں رہی لہٰذا کتاب نہیں بھیجی جاتی۔ مولوی صاحب اس خط کو نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں:۔

”ناظرین اس جواب کو بغور دیکھیں کیسا صاف مضمون ہے کہ جس مباہلہ کی تاریخ مرزا صاحب نے کتاب حقیقۃ الوحی کی اشاعت کے بعد رکھی تھی وہ بھی منسوخ ہو کر اس کا ذکر اذکار ہی ختم ہو گیا اس کی بجائے بالقاء الٰہی یہی دعا فیصلہ کن قرار پائی“ (۱۱ دسمبر)

مجھے مولوی صاحب سے اس امر میں اتفاق ہے۔ کہ فی الواقع جس مباہلہ کی تاریخ حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی کی اشاعت کے بعد اور حقیقۃ الوحی پڑھ کر اشتہارات شائع کرنے پر رکھی تھی۔ وہ منسوخ ہو گیا۔ اور اب مدار فیصلہ اشتہار ۱۵ اپریل والی

دعائے مباہلہ قرار پا گئی ۔ جسے مولوی صاحب نے منظور نہ کیا ۔ اور نصاریٰ نجران کی طرح جلد ہلاکت سے بچ گئے ۔ پس یہ خط بھی آپ کے لئے مفید نہیں ۔ اور اس سے آپ کا استدلال کہ اشتہار ۱۵ اپریل محض یکطرفہ دعا ہے ۔ ثابت نہیں ہو سکتا ۔ ہاں اس جگہ ہم حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا ایک گرامی نامہ درج کر دیتے ہیں ۔ جس سے ۱۳ جون کے بدر والے خط کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے ۔ اور یہ خط دسمبر ۱۹۳۱ء میں کتاب تفہیمات ربانیہ میں بھی شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم"

مکرم بندہ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپ کے سوال کے جواب میں اتنا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اخبار بدر مورخہ ۱۳ جون ۱۹۰۷ء صفحہ کالم نمبر اول میں جو نوٹ بنقل خط بنام مولوی ثناء اللہ صاحب شائع ہوا ہے ۔ یہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مطالبہ حقیقۃ الوحی کا جواب ہے ۔ جو میں نے خود لکھا تھا ۔ اور یہ میرے ہی الفاظ ہیں ۔ کیونکہ حضرت اقدس نے اس کے متعلق کوئی ہدایت نہ دی تھی ۔ میں نے اپنی طرف سے جواب لکھ دیا تھا ۔ اس بیان کی اشاعت مناسب ہے ۔ تا کہ کوئی شخص اس نوٹ کو حضرت کی طرف منسوب کر کے مغالطہ نہ دے سکے ۔ والسلام ۔ المرقوم ۱۰ دسمبر ۱۹۳۱ء
خاکسار محمد صادق سابق ایڈیٹر اخبار بدر قادیان ۔"

اشتہار "آخری فیصلہ" کے متعلق آسان راہ

میں نے الفضل ۹ نومبر میں لکھا تھا کہ :-

"مولوی صاحب کی اپنی ذات پر انتہائی اتمام حجت کے لئے میں ایک اور طریق پیش کرتا ہوں ۔ اور وہ یہ ہے ۔ کہ مولوی صاحب بلا پیچ و پیچ صاف لفظوں میں حلف اٹھائیں کہ میں نے حضرت مرزا صاحب کے اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کی دعا کو کبھی بھی (نہ ۱۹۰۷ء میں ۔ نہ بعد) دعائے مباہلہ نہیں سمجھا ۔ اور نہ لکھا ۔ بلکہ ہمیشہ اس کو یکطرفہ بد دعا اور قطعی فیصلہ جس میں میری منظوری یا عدم منظوری کا کوئی دخل نہ تھا ۔ سمجھتا رہا ہوں ۔ اور اسے خدا علیم و خبیر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے ۔ اگر میں اس حلف میں دروغگوئی سے کام لے رہا ہوں ۔ اور خلاف واقع ظاہر کر رہا ہوں ۔ تو مجھے ایک سال کے اندر اندر مبتلائے عذاب کر ۔ آمین ۔ الخ"

کیا قطع نزاع کے لئے اس سے آسان راہ ہو سکتی ہے ۔ مگر میں یقین رکھتا ہوں ۔ کہ جس طرح مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباہلہ سے ہر قدم پر فرار کیا تھا ۔ اسی طرح وہ اس قسم کو صریح لفظوں میں ہرگز اٹھا نہیں سکتے ۔ اور نہ کبھی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں گے ۔ کیا اہل انصاف کے لئے اس میں سبق نہیں ؟ ضرور ہے ۔ اے کاش ہمارے مخالف دیانتداری سے کام لیں ۔ تو فوراً فیصلہ ہو سکتا ہے ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج منظور

"اہلحدیث" ۱۸ دسمبر میں ایک مضمون کے دوران میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا ہے :-

"میں اب بھی اس مضمون (اشتہار آخری فیصلہ) پر بحث کرنے کو تیار ہوں خلیفہ قادیان خود کرے اگر وہ نہیں کر سکتا ۔ تو اس کا کوئی نائب کرے جس کا ساختہ پرداختہ اسے منظور ہو ۔ . . . خلیفہ قادیان کے نام سے اخبار الفضل میں اعلان ہو ۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ پر فیصلہ کن بحث کرنے کے لئے میں فلاں شخص کو اپنا نائب مختار مقرر کرتا ہوں ۔ اس کا ساختہ پرداختہ منظور کروں گا ۔ اتنا اعلان ہونے پر ہم اس نائب سے خطاب کریں گے" (صفحہ ۱۲)

اگر مولوی صاحب فی الواقع "فیصلہ کن بحث" کے لئے تیار ہیں ۔ اور اب وہ اس چیلنج سے گریز کر جائیں گے ۔ تو یقیناً سمجھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے قضیہ کے خاتمہ ہونے کا وقت آ پہنچا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ۔ مولوی صاحب بقول خود صرف اس شخص سے خطاب کریں گے جسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے نمائندگی کی سند حاصل ہو گی ۔ اور پھر اس کا الفضل میں اعلان ہو ۔ میں مولوی صاحب کو اطلاع دیتا ہوں ۔ کہ یہ ہر دو باتیں بفضلہ تعالیٰ اس خاکسار کو حاصل ہیں ۔ آپ اخبار الفضل مورخہ ۲۷ جون ۱۹۳۱ء پڑھیں ۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریر حضور کے دستخطوں سے شائع شدہ موجود ہے ۔ جس میں خاکسار کے متعلق حضور نے تحریر فرمایا ہے :"وہ اس کے ساتھ (یعنی نمائندہ آل انڈیا انجمن اہلحدیث وغیرہ کے ساتھ) میری طرف سے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مباحثہ کریں اور ان کا ساختہ پرداختہ کلی طور پر میری طرف سے سمجھا جائیگا"

لہذا اب آپ بھی فیصلہ کن مناظرہ کے لئے "آل انڈیا انجمن اہلحدیث" کی سند وکالت و نیابت حاصل کر کے اسے اخبار اہلحدیث میں انہی لفظوں میں شائع کر دیں ۔ کہ آپ کا ساختہ پرداختہ کلی طور پر آل انڈیا انجمن اہلحدیث کو منظور ہو گا ۔ اگر آپ اس کے لئے آمادہ نہ ہوئے تو پھر ایک اور مرتبہ یہ ظاہر ہو جائیگا ۔ کہ باطل کے پاؤں نہیں ہوتے ۔

یاد رہے ۔ کہ چونکہ یہ فیصلہ کن بحث ہو گی اس لئے تحریری ہو گی تا طبع ہو سکے ۔ مضمون بحث "اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء بعنوان مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ دعائے مباہلہ تھا یا نہیں" ہو گا ۔ میں بحیثیت مدعی اس اشتہار کا اشتہار مباہلہ اور اس میں مندرجہ دعا کا دعائے مباہلہ ہونا ثابت کروں گا انشاء اللہ اور آپ اس پر معترض ہوں گے ۔ پہلا اور آخری پرچہ مدعی کا ہو گا کل سات پرچے ہوں گے ۔ کوئی پرچہ فلسکیپ سائز کے بیس صفحوں سے زائد نہ ہو گا ۔ کم جس قدر ہو ۔ ہرج نہیں ۔ ہر پرچہ فریق ثانی کو بذریعہ ڈاک رجسٹری کرا کر بھیجا جائیگا ۔ اور یوم وصولی سے بیس روز کے اندر اندر جواب کا روانہ کرنا ضروری ہو گا ۔ تمام پرچے مشترکہ خرچ سے طبع کرائے جائیں گے ہاں اگر کوئی فریق شریک ہونے سے انکار کر دے ۔ تو دوسرا فریق طبع کرا سکتا ہے ۔ طباعت کے وقت کسی قسم کے حاشیہ وغیرہ لگانے کی اجازت نہ ہو گی ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ یہ مناسب ترین شرائط ہیں اور فریقین کے لئے مساوی ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب اس فیصلہ کن بحث کے لئے تیار ہوتے ہیں ۔ یا گریز ہی اختیار کرتے ہیں سیظہر الصبح صافی غد :- خاکسار خادم اللہ دتا جالندھری از جیفا فلسطین

سکندر آباد ضلع ملتان کی مسجد پر فائر

قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ سکندر آباد ضلع ملتان میں پچھلے سال مہاسبھائی ہندوؤں نے پہلے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے اور پھر غالباً روپیہ اور رسوخ کے بل بوتے پر ۹۰ مسلمانوں کو ناحق قید و بند میں ڈلوا کر کئی ماہ تک مبتلائے مصائب رکھا لیکن مسٹر ڈیوڈ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ملتان نے سوائے پانچ چھ آدمیوں کے باقی تمام بیگناہ اشخاص کو رہا کر دیا ۔ ہندوؤں نے دیرینہ کینہ اور عداوتوں کی وجہ سے بیگناہ مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے سخت مکروہ چالیں چلیں اور دوبارہ دولت کے گھمنڈ پر جناب سیوا رام سنگھ صاحب بہادر سشن جج ملتان کی عدالت میں نظر ثانی داخل کر دی جس کی منظوری کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ان سورماؤں نے اس خوشی میں سکندر آباد کی جامع مسجد پر جس کی تعمیر کی وجہ سے مسلمانوں کو بجلی دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا ۔ بندوق کی گولیوں سے ہولی کھیلی علاوہ مسجد کے مسلمانوں کے بعض مکانات میں کئی درختوں پر بھی چھرے لگے ۔ چنانچہ جناب مسٹر وار برٹن صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس خود ۵ فروری کو سکندر آباد تشریف لے گئے ۔ اور موقعہ پر تحقیقات فرماتے ہوئے مسجد کی دیوار سے چھرے نکلوا کر ہمراہ لائے ۔ امید ہے کہ مسٹر موصوف اپنی پرانی انصاف پسندانہ روایات کے ماتحت ضرور ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا دلوائیں گے ۔

نیز ایک شریف الطبع ٹھیکیدار بھٹہ شیخ محمد علی صاحب کو جو عرصہ پندرہ سال سے سکندر آباد میں دیانتداری اور محبت اور اتفاق سے کام کر رہے ہیں ۔ ہندو دھمکیاں دے رہے ہیں ۔ اور ان کے خلاف مختلف قسم کے منصوبے بھی باندھے جا رہے ہیں ۔ ان کا قصور صرف اس قدر ہے ۔ کہ وہ احمدی ہونے کی وجہ سے ہر مظلوم کی حتی الوسع جائز امداد کرتے ہیں ۔ اور حال ہی میں انہوں نے ایک دو مسلمانوں کی دوکانیں کھلوا دی ہیں ۔ ان کا ہزاروں روپیہ کاروبار میں لینا ہوا ہے ۔ چنانچہ کئی لاکھ خشت ہائے پختہ اس وقت بھٹہ پر موجود ہیں ۔ جس کے صرف ہندو ہی خریدار تھے ۔ کیونکہ دیہہ کی سالم آبادی ہی تقریباً ہندوؤں کی

فسادات کشمیر کے متعلق مڈلٹن کمیٹی کی رپورٹ

جموں - ۱۷ فروری مسٹر مڈلٹن - آئی - سی - ایس کی رپورٹ جو جولائی ستمبر کے فسادات سرینگر اننت ناگ - اور شوپیاں کی تحقیقات کی شائع ہو گئی ہے - ایسوسی ایٹڈ پریس نے اس رپورٹ کا حسب ذیل اقتباس شائع کیا ہے شوپیاں میں گولی چلانی بیحد ضروری تھی - پولیس فائر کرنے میں بالکل حق بجانب تھی - مائیسمہ بازار میں گولی چلانی ضروری تھی - جونہی ضرورت پوری ہو گئی فائر بند کر دیئے گئے - اس کے بعد صرف چند فائر ادھر ادھر کئے گئے جامع مسجد سرینگر میں فوج کے لئے صورت حالات شدید خطرناک ہو گئی تھی - اس لئے وہ گولی چلانے میں حق بجانب تھی لیکن اگر افسر معقول انتظام کرتے - اور موقعہ پر موجود رہتے - تو فوج سے کام لینے کی ضرورت پیش نہ آتی - اننت ناگ میں بھی گولی چلانی اس لئے ضروری ہو گئی - کہ افسروں نے صورت حالات کا انتظام اچھا نہ کیا تھا - لیکن معلوم ہوتا ہے - کہ جب ضرورت پوری ہو گئی - تو اس کے بعد بھی گولی چلتی رہی - اور شدید طریق پر یہ جنگی کارروائی جاری رہی - سرینگر میں فوجی قبضے کا ذکر کرتے ہوئے رپورٹ میں لکھا گیا ہے - کہ اخبارات میں ایجی ٹیشن کیا گیا تھا - کہ مسلمانوں کے خلاف منتقمانہ جذبہ موجود ہے - اور ان پر مظالم ہو رہے ہیں - اس لئے مڈلٹن کمیشن کو تحقیقات پر مقرر کر دیا گیا - فوجی قبضے کے دوران میں سرینگر کے یورپین باشندوں پر خوف و ہراس طاری ہو گیا - اگرچہ میں نے عوام کے لئے نوٹس شائع کئے تھے - کہ جن لوگوں نے چشمدید واقعات دیکھے وہ آکر شہادتیں قلمبند کرائیں - لیکن میں محسوس کرتا ہوں - کہ میرا فرض ان شہادتوں کے قلمبند کرنے سے پورا نہیں ہوا - میں نے متعدد بار کوشش کی کہ افواہوں کا سرچشمہ معلوم کروں لیکن ہر حالت میں مجھے معلوم ہوا - کہ افواہیں کسی شخص کے ذاتی علم اور واقفیت پر مبنی نہیں ہیں - انکی حمایت اور تائید میں کوئی معقول شہادت موصول نہیں ہوئی - ایک ان افواہ اڑائی گئی تھی - کہ دو اشخاص کو تازیانے لگائے گئے - جنکی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئے مجھے اطلاع دینے والے کہتے تھے - کہ انہیں ذاتی طور پر اس واقعہ کا علم ہے - اور بات صحیح ہے لیکن میرے کہنے پر وہ اس بات کو ثابت نہ کر سکے - اور چشم دید گواہوں کو پیش کرنے کے ناقابل رہے - آخر کار انہیں یقین کرنا پڑا - کہ یہ داستان حقیقت پر مبنی نہ تھی - میں نے اس بات کا اس لئے تذکرہ کیا ہے - کہ جو شہادت پیش کی گئی ہے وہ ان افواہوں سے مطابقت نہیں رکھتی - جن پر تعلیم یافتہ طبقہ نے یقین کر لیا تھا بلکہ مجھے اطمینان ہے - ان شہادتوں کو عام طور پر رد کیا نہیں گیا - اور مسلمانوں نے تمام حقائق میرے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

شدید مظالم کی شہادتیں

مسٹر مڈلٹن نے فیصلہ کیا ہے - کہ اس الزام میں کچھ صداقت نہیں - کہ مسلمانوں کو ایسے کلمات پکارنے کے لئے مجبور کیا گیا - جن سے ان کے مذہب کی توہین ہوتی تھی - شہادتوں میں ان کلمات کے ذکر میں بہت اختلاف ہے جس سے ان کا اختراع معلوم ہوتا ہے۔

ظلم کی بعض مثالوں کا تذکرہ کرتے ہوئے جو اخبار کے ایک نمائندے اور اسکی بیوی اور لڑکی نے لوگوں کے سامنے پیش کئے - آپ لکھتے ہیں - اگر کرنل جانسن اور دوسرے گواہ اس بات کا یقین کرنے میں حق بجانب ہیں - کہ جرائم کا مکمل سدباب نہ کیا جاتا - تو شدید ضربات - بلکہ نقصان جان کا احتمال تھا - تو بھی اس حادثہ کو اصول قرار نہیں دیا جا سکتا - فساد کے تمام عرصہ میں شدید جراحتوں کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی - ڈاکٹروں نے جن اشخاص کا علاج کیا - وہ نہ شدید مجروح تھے - اور نہ ان کے اعضاء ٹوٹے ہوئے تھے - اور مجھے یقین ہے - کہ اگر ایسے واقعات رونما ہوتے - تو فی الفور میرے سامنے پیش کئے جاتے۔

سزائے تازیانہ کا جواز

اسکے بعد مسٹر مڈلٹن نے سزائے تازیانہ کی سزا کے الزام کی تکذیب کی ہے - آپ لکھتے ہیں - کہ اگر بر سر عام سزائے تازیانہ کا مقصود یہ ہو - کہ اس کارروائی سے عوام پر ہیبت بٹھائی جائے - تو ان حوالاتیوں کو سزائے تازیانہ بر سر عام نہیں دی گئی لیکن بدقسمتی سے دو روز تک نمائش کے میدان میں جو سزائے تازیانہ دی گئی - وہاں سڑک پر سے عوام کی نظر پڑتی تھی لیکن جلدی ہی بریگیڈیر سدلینڈ کو اطلاع دی گئی - اور اس نے جگہ تبدیل کر کے اس غرض کیلئے ایک چار دیواری کا استعمال کیا ایک اشخاص کو سزائے تازیانہ دی گئی ہے - ان سزاؤں کے کاغذات دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا گیا ہے - کہ عام طور پر جھوٹی افواہوں کی روک تھام کرنے اور اشتعال انگیز کلمات پکارنے سے باز رکھنے کیلئے جن سے فساد کا اندیشہ تھا - یہ سزائیں ضروری تھیں شوپیاں اور اننت ناگ میں فوج اور پولیس کے مظالم کی افواہوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مسٹر مڈلٹن لکھتے ہیں - کہ الزامات اس قدر غلط اور مبالغہ آمیز ہیں - کہ صحیح واقعہ معلوم ہونا مشکل ہے - میں یقین نہیں کرتا - کہ مسلمانوں کو ایسے کلمات کہنے پر مجبور کیا گیا تھا جو ان کے مذہب کیخلاف تھے - میں تشدد اور بدسلوکی کے الزامات کی صداقت سے مطمئن نہیں ہوں - مسٹر مڈلٹن اس حقیقت کی مذمت کرتے ہیں - کہ لوگوں کو پولیس اور فوج کے گزرنے کے وقت کھڑے ہونے اور کچھ کلمات پکارنے پر مجبور کیا جاتا تھا - اور اگر وہ ایسا کرنے میں تاخیر سے کام لیتے تھے - تو انکو زدوکوب کیا جاتا تھا۔

فسادات کے اسباب

فسادات کے اسباب کے متعلق مسٹر مڈلٹن کے نتائج حسب ذیل ہیں۔

۲۶ اگست کو رہنمایان سرینگر اور وزیر اعظم کے درمیان ایک فیصلہ ہوا تھا - لیکن کچھ عرصہ کے بعد لوگوں کو تبانے کے لئے وسیع پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا - کہ اس معاہدہ کی شرائط کی حکام کی طرف سے پابندی نہیں کی گئی - شہادت میں معاہدہ کی شرائط کی مفروضہ خلاف ورزی کے صرف دو واقعات سے مجھے مطلع کیا گیا ہے لیکن وہ ٹھوس بنیاد پر قائم نہیں - اور دوسرے بھی اسی طرح خیالی ہو سکتے ہیں جلسوں میں تقریریں شروع کر دی گئی تھیں جنہیں حکومت پر بددیانتی کے الزامات لگائے جاتے تھے - اور یہ امر بذات خود عارضی صلح کی خلاف ورزی تھا - اور حکومت کے لئے چارہ کار باقی نہ رہا تھا - کہ اسکو دبانے کے ذرائع اختیار کرے - ایسی حالت کو کوئی حکومت برداشت نہیں کر سکتی - کیونکہ اس سے حکومت کو بدنام کرنا مطلوب تھا۔

شوپیاں کے متعلق الزامات کی تردید

شوپیاں اور اننت ناگ میں فسادات کی وجہ یہ تھی - کہ غیر ذمہ دار مسلم رہنماؤں نے الزامات لگائے تھے - کہ مقامی ہندو حکام نے مسلمانوں کو تشدد کے لئے اشتعال دلانے کی سازش کر رکھی ہے - مسٹر مڈلٹن لکھتے ہیں - کہ یہ الزام قطعی غیر ضروری شبہات پر مبنی ہے - شوپیاں میں مسلمانوں نے تھانہ پر حملہ کیا - جس کے دوران میں ایک پولیس افسر ہلاک ہو گیا - ان کے اس رویہ کے لئے کوئی عذر نہیں - فسادات کو دبانے کے لئے جو ذرائع اختیار کئے گئے - وہ بالکل درست تھے - اور صورت حالات کو عمدگی کے ساتھ قابو میں رکھا گیا تھا۔

کل ۲۴۸ گواہوں کے بیانات قلمبند ہوئے ہیں - ان میں سے اکثریت کو عوام اپنا نمائندہ تسلیم کرتے تھے - اور عدالت میں انکی طرف سے نامزدہ اشخاص کارروائی کے لئے موجود رہتے تھے۔

مسلمانوں نے جو شہادتیں پیش کی ہیں - ان کے متعلق رپورٹ میں مسٹر مڈلٹن نے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں - مثلاً (۱) "بین دروغ بیانی" (۲) "قطعی غلط داستان" (۳) دیدہ دانستہ افتراپردازی اگرچہ بہت سے لوگوں نے اس میں شرکت کی ہے "- اور (۴) " ایک اور بہتان جو حکام کے خلاف الزامات میں مبالغہ کرنے کے لئے لگایا گیا ہے "- شوپیاں کی شہادت کے متعلق مسٹر مڈلٹن نے کہ سخت الفاظ استعمال کئے ہیں - مثلاً (۱) صحیح یا مفروضہ شبہات "جن کی حمایت میں کذب بیانی سے کام کیا گیا" (۲) "الزامات کی تائید میں اکثر شہادت قطعی جھوٹی ہے" - اور ایسی شہادت کی نوعیت واضح کرنے کے لئے ایک مثال دی ہے۔

شہادت کی مثال

ایک گواہ نے کہا - کہ اس نے اپنے دو بچے اپنی مکان میں بیہوش پائے - اس کا بیان تھا - کہ وہ دو سو گز کے فاصلہ پر ایک مکان میں گولی چلنے کی آواز سے بیہوش ہو گئے تھے - اور بچے ۴۸ گھنٹے تک اسی حالت میں رہے لیکن جونہی انہیں کچھ پانی پینے کے لئے دیا گیا - وہ ہوش میں آ گئے - گواہ نے بیان کیا - کہ اس کی بیوی ۲۷ تاریخ کو میکے گئی تھی - اور بچوں کو بیہوشی کی حالت میں گھر پر چھوڑ گئی تھی - دیہاتیوں کے الزامات اکثر غلط ہیں - اور تمام مبالغہ آمیز ہیں - اور دیہاتیوں کے رویہ سے پتہ چلتا تھا - کہ ان میں سے اکثر کو یہ توقع نہ تھی - کہ ان کی داستانوں پر یقین کیا جائیگا - اس لئے انہوں نے اس اصول پر کام کیا - کہ بمرگش بگیر تا بتپ راضی شود

جامع مسجد کے ہجوم کے متعلق بھی اسی طرح سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں - اور لکھا ہے - کہ ہجوم بدیں وجہ قابو سے باہر ہو گیا - کہ وہاں کوئی راہنما موجود نہ تھا - بھاری الزام راہنماؤں پر عائد ہوتا ہے - کہ وہ غیر حاضر رہے - اور ہجوم آپے سے باہر ہو گیا - جسے انہوں نے خود جمع کرنے کی ہدایت کی تھی - اگر شروع ہی میں لیڈر موجود ہوتے - تو طاقت استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی

حکام کی مذمت

مسٹر مڈلٹن نے حکام کو بھی الزام سے بری نہیں کیا - اور لکھا - کہ جب وہ سرینگر آئے - تو انہوں نے سپاہ کو متعین کرنے میں غفلت برکتہ چینی کی - اور کوئی تجویز مرتب نہ کی - کہ اگر جلوس روانہ ہو پڑا - تو کیا کارروائی کی جائیگی - اننت ناگ کا ذکر کرتے ہوئے رپورٹ میں مقامی حکام کی مذمت کی گئی ہے - کہ انہوں نے ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں کوتاہی کی - جو ان کی پوزیشن کی وجہ سے ان پر عائد ہوتی تھیں - اور لکھا ہے - کہ ہجوم کو منتشر کرنے کی جو کوششیں حکام نے کیں - ان میں غلو حرام (؟) نہیں ہے

خریداران الفضل جن کے نام وی پی ہونگے

مفصلہ ذیل اسما گرامی ہیں ان اصحاب کے جن کا چندہ سالانہ ۱۵ فروری سے ۱۵ مارچ ۳۲ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے مہربانی فرما کر چھ ماہ یا ایک سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ ورنہ انتظار کرکے مارچ کے پہلے ہفتے میں وی پی کئے جائیں گے ہر وی پی کی وجہ سے ۵ر آپ کو زیادہ دینے پڑیں گے

(مینیجر الفضل)

نمبر خریداری	نام
۵۷	سید صادق حسین صاحب
۱۲۶	مولوی انوار حسین خان صاحب
۱۲۹	حکیم محمد قاسم صاحب
۱۸۱	منشی غلام حیدر صاحب
۲۰۱	میاں غلام رسول صاحب
۲۷۹	میاں یعقوب خانصاحب
۳۶۲	بابو عبد الغفور صاحب
۳۷۷	ایم محمد امیر صاحب
۵۰۱	سراج الدین صاحب
۵۴۰	سعد اللہ خاں صاحب
۷۹۳	مولوی عمر الدین صاحب
۸۴۴	مولوی سراج الحق صاحب
۸۷۳	مستری مہر اللہ صاحب
۹۷۳	بابو غلام حیدر صاحب
۱۰۷۴	منشی سلطان عالم صاحب
۱۲۷۸	اللہ رکھا کرم الہی صاحب
۱۵۱۴	منشی محمد حسین صاحب
۱۵۲۹	سید سردار حسین شاہ صاحب
۱۵۶۹	قاضی محمد شریف صاحب
۱۶۱۹	مولوی الیاس الدین صاحب
۱۶۷۸	مولوی غلام محمد صاحب
۱۶۹۹	مولوی عبد العزیز صاحب
۱۷۱۷	چوہدری بشارت علی خان صاحب
۱۷۸۴	میاں عبد اللہ خان صاحب
۱۷۹۳	کریم اللہ صاحب پٹواری
۱۸۱۵	چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب
۱۸۲۸	منشی بلند خان صاحب
۱۸۹۲	محمد حسین صاحب بی اے
۲۱۶۲	ایم بشیر الدین صاحب
۲۲۴۰	قریشی عبد المجید صاحب
۲۷۱۵	عزیز محمد صاحب
۲۷۵۵	ڈاکٹر برکت اللہ صاحب
۳۱۷۰	میاں غلام حسین صاحب
۳۲۶۶	چوہدری مبارک احمد صاحب
۳۲۹۲	مستری عبد الرزاق صاحب
۳۴۴۰	منشی عبد العزیز صاحب
۳۴۷۴	ہدایت اللہ صاحب
۳۷۰۸	ناصر الدین صاحب
۳۷۴۸	شیخ بدر الدین صاحب
۳۷۵۳	سبحان خان صاحب
۴۳۰۱	شیخ فضل کریم صاحب
۴۳۳۷	غلام قادر صاحب
۴۴۳۹	شیخ نذیر احمد صاحب
۴۴۵۰	منشی محمد عبد اللہ صاحب
۴۵۳۰	خدا بخش صاحب
۴۵۸۶	ایم عبد المجید صاحب
۴۶۲۴	مرزا احمد علی صاحب
۴۷۴۸	چوہدری ابو الہاشم صاحب
۴۹۶۰	ہمشیرہ چوہدری ولی محمد صاحب
۵۲۳۱	چوہدری خدا بخش صاحب
۵۲۳۷	جان محمد صاحب
۵۳۱۶	خلیل شاہ صاحب
۵۳۲۹	سعد الدین صاحب
۵۴۶۹	منشی اللہ دتا صاحب
۵۶۶۲	علی حسن صاحب
۵۶۸۲	عبد الشکور صاحب
۵۷۳۸	بابو برکت اللہ صاحب
۵۷۸۲	نور احمد صاحب
۵۸۸۸	ماسٹر عبد القیوم صاحب
۵۹۱۲	عبد القدوس صاحب
۵۹۸۰	ماسٹر محمد مولا داد خان صاحب
۶۰۳۱	مختار احمد صاحب
۶۱۳۸	سید منظور حسین شاہ صاحب
۶۱۷۴	دفعدار غلام محمد صاحب
۶۱۸۶	سیکنڈ جمعدار محمد خان صاحب
۶۲۰۴	شیخ محمد حسین صاحب
۶۳۹۴	مرزا مبارک بیگ صاحب
۶۴۳۶	بابو احمد خاں صاحب
۶۵۸۴	نظام الدین صاحب
۶۵۸۹	شیر زمان صاحب
۶۶۱۱	غلام قادر صاحب
۶۷۱۶	میاں محمد ابراہیم صاحب
۶۸۵۲	عبد الحلیم صاحب
۶۹۱۱	عبد الکریم صاحب
۶۹۱۴	امیر محمد خان صاحب
۶۹۱۳	ملک بہادر خان صاحب
۶۹۲۱	حشمت علی صاحب
۶۹۲۴	دوست محمد صاحب
۶۹۴۵	مرزا عطاء اللہ صاحب
۶۹۳۲	میر عبد الرحمن صاحب
۷۰۴۰	مولوی محمد سعید صاحب
۷۰۷۸	عبد السلام صاحب
۷۰۹۵	سید اختر الدین احمد صاحب
۷۱۸۶	مستری فیض احمد صاحب
۷۱۸۸	بابو عبد العزیز صاحب
۷۲۰۴	چوہدری اللہ داد خان صاحب
۷۳۵۲	محمد خورشید صاحب
۷۳۴۵	غلام حسین صاحب
۷۳۵۴	صادق برادرس
۷۴۱۳	شیخ عبد الحلیم صاحب
۷۵۰۸	چوہدری عنایت اللہ صاحب
۷۵۲۷	چوہدری عنایت اللہ خان صاحب
۷۶۰۰	جمعدار محمد عالم صاحب
۷۶۵۵	سکرٹری انجمن احمدیہ سوسائٹی
۷۷۱۱	مرزا یوسف علی صاحب
۷۷۸۲	شیخ عبد الرحمن صاحب
۷۷۸۸	حکیم فضل الدین صاحب
۷۸۱۳	محمد عظیم صاحب
۷۸۳۲	برکت علی صاحب
۷۸۵۹	مولا بخش صاحب
۷۸۸۴	شیخ فضل حق صاحب
۷۹۱۳	ڈاکٹر سید اقبال حسین صاحب
۷۹۱۷	چوہدری غلام حسین صاحب
۷۹۱۸	بدیع الزمان خان صاحب
۷۹۴۲	اہلیہ شیخ حامد علی صاحب
۷۹۴۴	محمد زمان خان صاحب
۷۹۴۶	محمد اکرام صاحب
۸۰۰۱	صغیر احمد صاحب
۸۰۱۰	دین محمد صاحب
۸۰۳۶	نصیر احمد صاحب

(باقی)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— سر ہری کشن کول کی جگہ ریاست کشمیر کے وزیر اعظم لفٹیننٹ کرنل اے۔ جے۔ ڈی۔ کالون مقرر ہوئے ہیں۔ جو مشرقی راجپوتانہ میں پولیٹیکل ایجنٹ تھے۔

—— گاندھی جی کی یورپین چیلی میراں بائی کو حکومت بمبئی نے نوٹس دیا تھا۔ کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر بمبئی چھوڑ دے۔ مگر اس نے تعمیل نہ کی۔ اس لئے ۱۸ فروری کو اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اور تین ماہ قید کی سزا دیدی گئی۔

—— عبد الغفار خاں سرحدی کے مکان کھلانے کی خبر کی اشاعت کیوجہ سے لاہور و امرتسر کے جو ایڈیٹر گرفتار کئے گئے تھے۔ سوائے ایڈیٹر فری پریس کے باقی دس دس ہزار کی ضمانت پر رہا ہو گئے۔

—— مانک گنج میں بندوقوں سے مسلح حملہ آوروں نے ڈاک پر ڈاکہ ڈالا۔ اور کئی ہزار کے نیمے لے کر فرار ہو گئے۔

—— ایک عرصہ سے مسلمانان جموں شور مچا رہے ہیں۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے انہیں تباہ کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ غیر ریاستی سکھ بکثرت وہاں پہونچ رہے ہیں۔ حکومت کو بار بار متوجہ کیا جاتا ہے۔ مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ پہلے بھی مسلمانوں کی چیخ و پکار کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ ۲ نومبر کے فساد کی صورت میں ظاہر ہؤا تھا۔ ریاست کو فوری کارروائی کرنی چاہئیے۔

—— چیف کمشنر صوبہ دہلی نے ایک غیر معمولی گزٹ کے ذریعہ دہلی کی ایک دہرم سبھا کے خلاف قانون قرار دئے جانے کا اعلان کیا ہے۔ کیونکہ اسے ناجائز ایسوسی ایشن کے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

—— چیف کمشنر صوبہ سرحد نے ۱۹ فروری ۱۹۳۲ء کو اعلان کیا ہے کہ بعض کانگرسی ایجنٹوں نے عید کے بعد ایجی ٹیشن پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر بر وقت پولیس کو اطلاع مل گئی۔ اور اس طرح ان کا تمام پروگرام درہم برہم ہو گیا۔ سرحد کے حالات میں یہ سرعت ترقی ہو رہی ہے۔

—— بمبئی کونسل میں ایک ممبر نے آرڈینینسوں کے نفاذ پر اظہار افسوس کی قرارداد پیش کرنی چاہی۔ لیکن صاحب صدر نے اس کی اجازت نہیں دی۔

—— آل بنگال شودر ایسوسی ایشن نے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ جس میں گاندھی جی اور کانگرس پر بہت سے الزامات لگائے ہیں۔ انہیں ظالم اور غدار دوست سے تعبیر کیا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ گاندھی جی اور کانگرس راستبازی سے کام نہیں لے رہے۔ اور اچھوتوں کو باہم لڑانا چاہتے ہیں۔

—— حکومت ہند نے اخراجات کی تخفیف کے سلسلہ میں یو۔ پی اور سی۔ پی کے محکمہ جات انکم ٹیکس کو ملا کر ایک ہی کمشنر کے ماتحت کر دیا ہے۔

—— چین اور جاپان کے درمیان مصالحت کی گفت و شنید منقطع ہو گئی ہے۔ جاپان نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ چینی افواج کو واپس کر کے مستقل طور پر ایک غیر جانبدار علاقہ قائم کیا جائے۔ لیکن چین نے اسے منظور نہیں کیا۔

—— ۱۹ فروری کی شب چین کی بین الاقوامی آبادی میں پینتالیس گولے گرے۔ جن سے ۴ اشخاص ہلاک اور ۱۴ زخمی ہوئے۔ دو برطانی سپاہی بھی زخمی ہو گئے۔ جس پر حکومت برطانیہ نے دونوں حکومتوں کو سخت تنبیہ کی ہے اور لکھا ہے کہ افواج کو سخت ہدایات دی جائیں۔ کہ ایسی حرکت کا اعادہ نہ ہونے پائے۔ حکومت امریکہ نے بھی جاپانی سفیر کو تنبیہ کی ہے کہ بین الاقوامی آبادی میں نقصانات کے نتائج سخت ناگوار ہوں گے۔ عام خیال ہے کہ ایسے نقصانات کے لئے اہل امریکہ جاپان کو جوابدہ قرار دیں گے۔

—— جمعیتہ الاقوام کی کونسل کے ممبران نے جاپان کو اپیل کی طرز کی ایک یادداشت ارسال کی ہے۔ جس میں اسے جنگی سرگرمیاں بند کرنے کی تلقین کے بعد لکھا ہے کہ مقرر شدہ کمیشن امور متنازعہ فیہ کی پوری پوری تحقیقات کرے گا۔

—— ٹوکیو سے ۱۸ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ چینی راہنماؤں نے بحث و تمحیص کے بعد منچوریا میں آزاد حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ حکومت نہ پوری طرح شاہی ہوگی۔ اور نہ جمہوریت۔ اور ایک چیف ایگزیکٹو حکومت کرے گا۔

—— نواب سر مزمل اللہ خاں نے بنارس کی ہندو یونیورسٹی کو دس ہزار روپیہ بطور امداد پیش کیا ہے۔ جو علم پروری کے معاملہ میں مسلمانوں کی رواداری کا ثبوت ہے۔

—— مس سلیڈ (میراں بائی) نے مسٹر لام دیس ممبر پارلیمنٹ کے نام ایک تار ارسال کیا تھا۔ جسے حکومت انگلستان نے قابل اعتراض سمجھ کر روک لیا۔ دار العوام میں سوال کرنے پر سرکاری ممبر نے اس تار کا مضمون پڑھ کر سنانے سے انکار کر دیا ہے۔

—— آڈیٹر جنرل لندن نے اعلان کیا ہے۔ کہ سال گذشتہ میں بیکاروں کی امداد پر دس کروڑ پاؤنڈ صرف ہوئے

—— پبلسٹی آفیسر ریاست جموں نے بعض اخبارات میں درج شدہ اس خبر کی تردید کی ہے کہ جموں سنٹرل جیل میں مسلمان قیدیوں سے بھنگیوں کا کام لیا جاتا ہے۔

—— ملاپ میں شائع ہؤا تھا۔ کہ راجوری کا بازار لوٹا اور جلا دیا گیا ہے۔ پبلسٹی آفیسر جموں نے اس کی پر زور تردید کی ہے۔

—— سری نگر سے ۱۹ فروری کی خبر ہے۔ کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہؤا ہے۔ حکومت کشمیر نے آئینی مسائل کے حل کے لئے گول میز کانفرنس میں نمائندوں کو دعوت دی ہے۔ لیکن ہندو اور سکھ اس کے التوا کی تحریک کر رہے ہیں۔

—— دہلی سے ۲۰ فروری کا ایک اعلان مظہر ہے کہ جدید دستور کے ماتحت صوبہ سرحد میں صرف ایک وزیر ہوگا۔

—— ریاست بھوپال نے اپنی ہندو رعایا کو اجازت دی ہے کہ اپنی شکایات اور مطالبات مرتب کرنے کیلئے کانفرنس منعقد کریں۔ جس میں مذہبی۔ معاشرتی۔ اور سیاسی حقوق کو ترتیب دیں۔ چنانچہ یہ کانفرنس ۱۸-۱۹ مارچ کو زیر صدارت بھائی پرمانند ہوگی۔ اس سے قبل نواب رامپور اپنی غیر مسلم رعایا کے حقوق تسلیم کرنے کا اعلان کر چکے ہیں۔ مہاراجہ کشمیر کے مقابلہ میں مسلم فرمانرواؤں کی رواداری ملاحظہ ہو۔

—— سرکاری طور پر اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ جنوری ۱۹۳۲ء کے آخیر تک تمام ہندوستان میں سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلہ میں بارہ ہزار آدمی سزایاب ہو چکے ہیں۔ علاوہ بریں آرڈینینسوں کے ماتحت تین ہزار گرفتاریاں عمل میں آ چکی ہیں۔

—— بیکانیر سے ۱۷ فروری کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مہاراجہ صاحب کے ولیعہد ایک خود بخود چلنے والے پستول کا معائنہ کر رہے تھے۔ کہ دفعتاً گولی چل گئی۔ اور وہ آپ ہلاک ہو گئے۔

—— کونسل آف سٹیٹ اور لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبران نے تمام ہندوستان کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے حضور نظام سے درخواست کی ہے کہ وہ ۲۶ فروری کو ان کی طرف سے دعوت قبول فرمائیں۔ ۲۸ کو حضور نظام رامپور تشریف لے جائیں گے اور ۲۹ کو لکھنؤ۔

—— اختر علی آف زمیندار کی موٹر ۱۶۵۰ روپیہ کی ڈگری کی وصولی میں قرق کی گئی تھی۔ اور رسید نامہ سے کر بیرا ان کے سپرد کر دی گئی تھی۔ لیکن بعد میں حکومت کی طرف سے مطالبہ پر اس نے چونکہ حوالہ نہیں کی۔ اس لئے اس پر خیانت مجرمانہ کے ماتحت مقدمہ چلایا گیا ہے۔

—— مسٹر سالسبری برٹش افسر انچارج میرپور نے نوٹس جاری کیا ہے کہ گوردوارہ علی بیگ کے ارد گرد پانچ میل

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا